REDISTERED

No 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۳۹ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء | نمبر ۸

اخبار کی بہا

ہمعصر کریسچن پیٹریٹ لکھتا ہے کہ وائینا میں ایک شہزادہ کی ملکیت میں ایک تصویر لٹکی ہے۔ جس کو کنگ فلپ چہارم کی شبیہ سمجھا جاتا ہے۔ ایک انگریز آرٹ ڈیلر نے اُس کو ۸۰۰۰۰ پونڈ کو خرید لیا ہے۔

آیرلینڈ کے بادشاہوں کے سلسلے میں ۱۲۹ بادشاہ ہوئے ہیں جن میں سے صرف ۱۵ قدرتی موت سے مرے ہیں۔ اور باقی یا تو کسی حادثے سے یا سازش سے قتل کئے گئے تھے۔

وائی برگ کے برف توڑنے والی کشتیاں جو گم شدہ تودہ برف کی تلاش میں بھیجی گئی تھیں وہ رپورٹ کرتی ہے کہ اُنہوں نے کسی آدمی کو نہیں بچایا۔ لہٰذا اندیشہ کیا جاتا ہے کہ تمام ۱۵۲ باشندے ڈوب گئے۔

بمقام وزری (آروئیس) میں ہوا بازوں میں سے دو آدمی ایک فوجی اکر جہاز کا امتحان کرنے میں ہلاک ہو گئے۔ اُس کل کے پرزے اُڑتے وقت الگ ہو گئے اور وہ بہت زور سے زمین پر آگرا اور وہ دونوں مر گئے۔

موضع ہار کا بیکالپور ضلع ۲۴ پرگنہ میں ۲۲ جنوری کو بابو دوکا ناتھ کی زوجہ سے ایک ہی وقت میں دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور بچے اب تک زندہ ہیں۔ خدا کی قدرت!

افسوس کہ امراوتی (برار) میں ۸۰۰ آدمی چند ہفتوں کے اندر طاعون سے فوت ہو چکے ہیں۔

شاہنشاہ جاپان نے ۱۵ لاکھ ین اپنے غربا کی امداد کے لئے دیا ہے جو ڈاکٹروں کا علاج کروانے کی توفیق نہیں رکھتے ہیں۔ یہ بڑا رحم ہے۔

بیرن راتھس چائلڈ جو ایک بڑے مشہور اور دنیا میں سب سے بڑے بینکروں میں اول نمبر تھے۔ حال ہی میں فوت ہو گئے ہیں وہ اپنے پیچھے ۵۰ کروڑ روپیہ کی جائداد چھوڑ گئے ہیں۔

فیروز شاہ جنکشن کے قریب ایک بڑا افسوسناک حادثہ اتوار کے روز گذرا۔ جس وقت کراچی لاہور میل پھاٹک سے گزر رہی تھی تو پھاٹک والے کا لڑکا لائن پر سے گزرنے لگا۔ پھاٹک والا بچے کو بچانے کو دوڑا۔ پس باپ اور بیٹا دونوں ٹرین کے نیچے کچلے گئے جو ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی تھی اور فوراً ہلاک ہو گئے۔

کلکتہ کے مشہور ویدکبیراج جوتیندرا ناتھ سین گپتا نے ہیں۔ ان کو کوئی بدمعاش ایک مریض کے علاج کرانے کے بہانے سے بلا لے گیا۔ ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک باغ میں جب پہونچے تو ڈاکو منہ پر نقاب ڈالے ہوئے نمودار ہوئے اور فوراً ۴۰۰ کے نوٹ ویدجی کی جیبوں سے نکال کر لے گئے تین ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔

سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کی ایک سڑک پر جو وزیرآباد کو جاتی ہے۔ چند ہفتہ کا ذکر ہے کہ کسی عورت کی سر بریدہ لاش پولیس کو دستیاب ہوئی تھی۔ اُس روز پولیس میں ایک گمنام چٹھی موصول ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مقتول کا سر موضع کوٹرہ کے قریب ایک خانقاہ کے پاس مدفون ہے۔ چنانچہ پولیس نے سر بھی پا لیا ہے لیکن تاحال قاتلوں کا پتہ نہیں لگا سکے ہیں۔ اگر چٹھی لکھنے والے کا پتہ مل جاوے تو قاتلوں کا ڈھونڈنا کچھ مشکل نہ ہوگا۔

بغاوت یمن کے لیڈر سید امام یحییٰ کے ماتحت جو فوج برسر مقابلہ ہے ساٹھ ہزار سے کم نہ ہوگی۔

جاپانی پارلیمنٹ میں بیان ہوا کہ معمولی آمدنی ۵۵ کروڑ ۱۰ لاکھ ہوگی اور خرچ بھی اُس کے برابر ہوگا۔

جاپانی وزیر اعظم نے کہا کہ پچھلے سال ملکی تجارت میں ۴۶ کروڑ ین کی عظیم الشان ترقی ہوئی ہے جس میں [illegible] کے سامان تجارتی کا حصہ ۲ کروڑ ین اندازہ کیا جاتا ہے۔

تار کی بہار

ملک معظم کے بردور صاحبزادے پرنس آف ویلز اور پرنس البرٹ جو بعارضہ خسرہ علیل ہیں بفضل خدا رو بصحت ہیں۔

ملک معظم کے جشن تاجپوشی جاپان سے پرنس فوشیمی کے ہمراہ امیر البحر ٹوگو اور جنرل نوگی بھی آوینگے۔

گورکھپور سے ۳ فروری کا تار مظہر ہے کہ وندیا پور سٹیشن پر ایک ٹرین جو کھڑی تھی آنیوالی ٹرین سے تصادم ہوا۔ بڑی خیر گذری کہ صرف انجن والوں پر خفیف چوٹیں پڑیں

تیرہ سے سخت برفباری کی خبر آئی ہے سیگا وغیرہ گھاٹیاں برف سے بند ہیں اور تمام راہیں بند ہوگئی ہیں

فلپائن کے کوہ بکال میں آتش فشانی شروع ہو گئی اور غضب یہ کہ اس کے ساتھ ہی سمندر میں جوار بھاٹا آیا جس نے پانچ موضع تباہ کر دیے اور تین سو آدمی مرگئے۔

مشرقی چینی ریلوے کے تین ہزار روس کاریگروں نے طاعون کے خوف سے ہڑتال کر دی۔

روس میں چائے کا محصول کم ہونے کی خبر ہے۔

سلطان عبد الحمید کا جو زر امانت جرمنی بنک میں تھا اسکے متعلق کاغذات پر دستخط فرماتے اور سلطنت عثمانیہ کے نام منتقل کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اس روپے سے تیسرے آرمی کور جیش کو مسلح کرنے پر صرف کیا جاوے اور کہ جو کچھ میرے پاس تھا میں سلطنت کو دے چکا ہوں۔ اگر اس کو کسی اور مصرف پر خرچ کیا گیا تو روز قیامت دامنگیر ہونگا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کہاں تک سلطنت کی عظمت کے خواہاں ہیں آپ کی صحت اچھی نہیں کہی جاتی۔ اخبارات کا پڑھنا تو مطلق چھوڑ رکھا ہے۔

مشنری اور کلیسیائی خبریں

ہمعصر مخزن مسیحی رقمطراز ہے کہ ان صوبجات کے سنڈے اسکولوں کی سالانہ کونوینشن امسال مرادآباد میں ماہ اپریل کی ۱۳ سے پندرہ تاریخ تک فراہم ہوگی۔ مسٹر اسنیپ اور آن کی میم صاحبہ جو جنوبی ایشیا کے خاص سنڈے سکول مشنر ہیں اس کانونشن میں شریک ہونگے اور علاوہ ازیں ذیل کے صاحبان بھی درس دینگے۔ ای۔ ڈبلیو۔ خرچلی اسکوائر بمبئی۔ پادری سی پی کیپ بنارس۔ پادری ایچ۔ ایل۔ مکر جی بریلی۔ پادری جے آر چیتامبر لکھنؤ۔ پادری سی۔ ایچ۔ ڈبی علیگڈھ۔ گڈ فرائی ڈے کے دن ایک خاص عبادت ہوگی۔

۲۶ فروری کا اتوار تمام دنیا کے مسیحی طلبا کے لئے خاص دعا کا دن مقرر ہوا ہے۔ اس دن طلبا کے لئے خاص دعائیں کی جاوینگی تاکہ ان میں سے بہت سے اپنی زندگیاں مسیح کے لئے وقف کریں مسیح منادوں اور استادوں کے لئے چاروں طرف سے پکار ہے۔ اس لئے چاہئے کہ خاص دعائیں کی جائیں تاکہ خداوند اس ضرورت کو رفع کرے۔

مارچ کا پہلا اتوار بائبل سنڈے منایا جاتا ہے اس سال یہ پانچویں تاریخ کو پڑیگا۔ پاسبانوں کو چاہئے اس روز حسب موقعہ خاص وعظ کریں۔ ناظرین کو واضح ہو کہ بائبل سنڈے کی عبادت کے لئے ایک خاص ترتیب ہمیشہ چھاپی جاتی ہے۔ اس کے لئے بائبل سوسائٹی الہ آباد کو درخواست دیکر منگوانی چاہئے۔

فی الحال امریکہ کے ۳۰ ہزار سرگرم مسیحیوں نے تحریری وعدہ کیا ہے کہ وہ خاص کوشش کرینگے تاکہ لوگ مسیح کے شاگرد بنیں اور کلیسیا میں شریک ہوں۔ واضح ہو کہ یہ ۳۰ ہزار مسیحی مختلف قسم کے کام کرتے ہیں۔ خدا ان کے ایسے نیک ارادے پر اپنی برکت نازل فرمائے تاکہ اس سے خدا کا زیادہ جلال ظاہر ہو۔

جفنا کالج (واقعہ ملک سیلون) اب ایک مشترکہ کالج بن گیا ہے جس کو چرچ مشنری سوسائٹی ویسلین مشنری سوسائٹی اور امریکن سیلون مشن یہ تینوں ملکر چلاوینگی۔

وھنوورہ (خاندیش) میں جو مسیحی میلا حال میں فراہم ہوا تھا اس میں ۹۰ بھیلوں نے بپتسمہ پایا۔ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کو ساری جماعت ندی کے کنارے پہونچی اور وہاں سب کو بپتسمہ دیا گیا یہ بڑا دلکش منظر تھا۔ مسیحی گیت اور بھجن خوب گائے گئے۔ ارادہ ہے کہ ان مسیحیوں کے لئے ایک اسکول بھی کھولا جاوے۔ اس سے پیشتر جو میلہ منڈلہ میں ہوا تھا اس میں ۶ آدمیوں نے بپتسمہ پایا تھا۔

نیشنل مشنری سوسائٹی کا پہلا میلا ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو اکاڑہ میں فراہم ہوا تھا۔ اس میلے میں ۱۳۴ غیر مسیحی اور ۲۰۰ مسیحی شریک تھے۔

ملکہ میری نے برٹنیا کلاں و آئرلینڈ کی ینگ ومن کرسچن ایسوسی ایشن کا سرپرست ہونا منظور فرمایا ہے۔

ایران نے روس کو ۲۰۴۰۱ تومان کانسل جنرل تبریز کے تاوان میں اور ۴۳۰۵ تومان ایک روسی سکول ماسٹر کے مکان جلانے کے تاوان میں ادا کئے۔

یونان نے اپنی فوج کو از سر نو ترتیب کے لئے گیارہ فرنچ افسروں کی خدمات حاصل کیں۔ جو اتھینز پہونچ گئے۔

دریائے فرات کی شاخ ستھیا پر ایک عالیشان پل باندھنے کا ٹھیکہ ترکی گورنمنٹ نے کمپنی کو دیا۔

خزیرہ بہاما میں ایک جھیل ہے جس کو ایک واٹر لو کہتے ہیں جس کی لمبائی ایک ہزار فٹ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ کی جھیل ہے کیونکہ وہ فاسفورس کے مادہ کی جھیل ہے اور جو اس میں تیرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا شعلوں کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ خدا کی عجیب قدرت ہے!



فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

فضیلت المسیح

نمبر ۹

نہ صرف المسیح کی بادشاہت روحانی طور پر ہی رہیگی جو کہ اب قایم اور جاری ہے - پر پاک کلام میں لکھا ہو کہ اس دنیا پر اس کی بادشاہت خاص طور سے ایک ہزار برس تک ہوگی - جسکو میلینیم کہتے ہیں اور وہ بڑی عجیب طور سے عمل میں آویگی - خداوند یسوع مسیح شاہی تخت پر جلوس فرمایگا اور اس کے رسول یا حواری جو شمار میں ۱۲ تھے اُس کے ساتھ ۱۲ تختوں پر بیٹھیں گے اور یہ سلطنت بڑے جاہ و جلال کے ساتھ قایم ہوگی اور ایک ہزار برس تک جاری رہیگی - اسکی نسبت ایمانداروں کے مختلف خیالات ہیں - پر سب مانتے ہیں کہ یہ سلطنت ضرور ہوگی اور دنیاوی طور سے اس سلطنت کی رونق اور دبدبہ شاہانہ ہوگا - پر یہ سلطنت امن اور آمان اور بڑے کروفر سے ہوگی اور خرابیاں اور خونریزیاں اور دیگر قباحتیں جو نظر آتی ہیں بالکل نہ ہونگی - بلکہ نہایت عمدگی سے دنیا کی تمام سلطنتوں سے بڑھ چڑھ کر یہ حکومت ہوگی جس کا بادشاہ ہمارا المسیح ہوگا اور یوں اُس کی اعلیٰ اور افضل فضیلت تمام دنیا پر ظاہر ہوگی - مبارک وہ مسیحی ہیں جو اس بادشاہت میں شریک ہونگے - وہ خداوند کے جلال کو جو اس دنیا میں ہوگا دیکھینگے اور دنیاوی شان و شوکت اور جاہ و جلال میں حصہ لینگے

مسیحی زندگی ایک عجیب قسم کی زندگی ہے - وہ عام قسم کی بے پرواہی اور غفلت اور نکمی باتوں اور شغلوں کی رائیگاں زندگی نہیں ہی بلکہ وہ خفیہ عبادتی اور ہر قسم کے رفاہ عام کاموں اور خدمتوں کی پھل دار زندگی ہو - جو نہ صرف اپنے واسطے بلکہ پاس پڑوس اور عنقریب سب کے لئے جو مسیحی سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں مفید زندگی ہو - ایسی زندگی بنانے کا آلہ خدا کا کلام ہو جو مسیحی توبہ اور ایمان کے ضروری عمل کے وسیلے سے نئی زندگی روح القدس کے نزول سے حاصل کرتا ہے - اور اس کو پاک کلام کے سرسبز کرنے والے چشمے سے ہر روز سینچتا ہے وہ اصلی اور حقیقی طور سے مسیحی زندگی سے مستفید ہوتا ہے ورنہ نام کا مسیحی ہونا تو دوسری بات ہے - کلام کی تلاوت کی نسبت ہمعصر مخزن مسیحی مطبوعہ ۱۵ فروری ۱۹۱۱ء میں ذیل کی عبارت لکھتا ہے :- "کہ ہم کیونکر مسیح کی خدمت میں کامیاب اور پھلدار ثابت ہو سکتے ہیں؟ ایک تجربہ کار مسیحی اس سوال کا جواب اس طرح دیتا ہے کہ روز روز خدا کے کلام سے کوئی تعلیم یا نصیحت کی بات نکالو یا کسی تاریخی بیان یا کسی خاص واقعہ پر خوب غور کرو - یہاں تک کہ وہ بات دل پر نقش ہوجاوے - اس کے علاوہ اپنے دل سے یہ سوال کرو کہ اگر خدا کے کلام میں اسی کے موافق اور بھی باتیں ہیں تو ان میں اور اس میں کیا موافقت ہے؟ کیا اس بات میں میرے لئے خدا کی طرف سے کوئی خاص پیغام ہے؟ کیا خدا اس واقعہ یا تمثیل یا معجزہ یا تعلیم و نصیحت یا تواریخی بیان کے ذریعہ سے مجھ سے مخاطب ہوکر کیا کہنا چاہتا ہے؟ اے دل تو اپنے تجربے سے اسبات سے کچھ واقف ہے؟ تو یہ پیغام یا حکم یا نصیحت اُس کے کیا کر رہا ہے؟ تو اسکو آج ہی سے عمل میں لائیگا کہ نہیں؟ اگر ایسے ہی سوال کئے جاویں تو نہ صرف خدا کے کلام کے معنے کھلجاوینگے بلکہ اُن کو عمل میں لانیکا ارادہ دل میں پیدا ہوگا - یہ بہتر ہے کہ روز بروز ایک خاص وقت خدا کے کلام پر غور کرنے کیلئے مخصوص ہو جبکہ زیادہ فرصت ہے وہ صبح دوپہر اور رات کو غرضیکہ جب ذرا بھی فرصت ملے کلام پر غور کیا کریں - اس طرح دن جلد کٹ جائیگا اور فائدہ حاصل ہوگا اگر ہو سکے تو صبح کا وقت اسی کام میں لگایا جاوے - جب نتن ایل انجیر کے درخت کے نیچے تھا دعا و غور میں مصروف تھا تو مسیح نے اس کو پہچان لیا اور اپنی خدمت کیلئے ہوشیار سمجھا - ہمارا خداوند خود پہاڑ پر باغ میں جاکر تنہائی میں اپنا وقت دعا مانگنے اور غور کرنے میں صرف کرتا تھا"

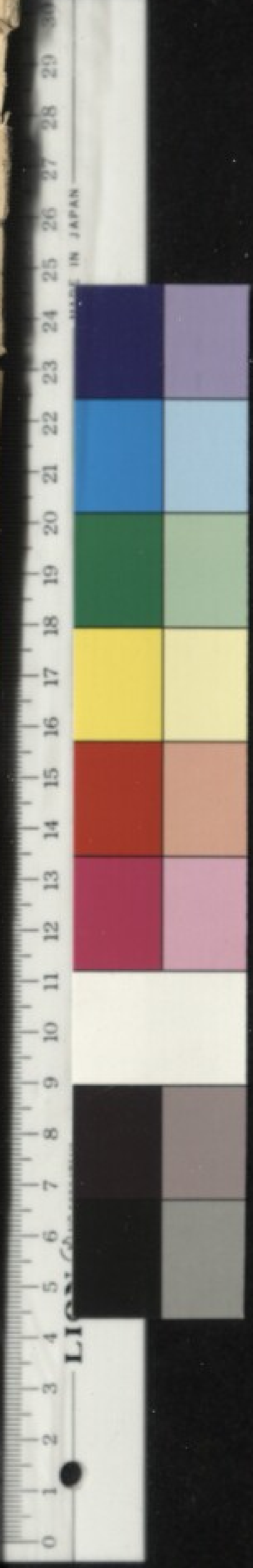
اگرچہ مسیحی مذہب عجیب طور سے خدا کے زبردست ہاتھ اور مدد غیبی سے بڑی بڑی مخالفت اور ایذا رسانیوں کے وقت میں بھی قایم رہا اور پھیلتا رہا مگر مسیحیوں کی سعی و کوشش بھی برابر ہوتی رہی جنکے ساتھ خدا کی پاک روح کی مدد کام کرتی رہی اور اب بھی یہی حال ہے - اور آخر تک ایسا ہی ہوتا رہیگا پر ایک بات تواریخ کے پڑھنے سے واضح ہوتی ہے کہ جب مسیحی سست اور غافل ہو جاتے رہے اُس وقت کام رکتا رہا اور اشاعت کم ہوئی دنیا کے تمام کام محنت سے انجام پاتے ہیں - دین کا کام بھی بغیر محنت اور کوشش کے عمل میں نہیں لایا جاتا - اس لئے ضرور ہے کہ مسیحی معلم اور استاد اور سب قسم کے کارندے اس میں حصہ لیں اور خدا کی بادشاہت کے پھیلانے کے لئے اُس کے

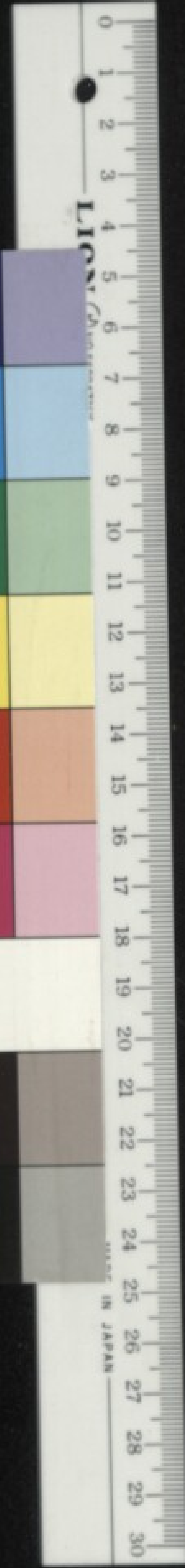
تمام ہندوں کو کوشش تبلیغ کرنی مناسب ہے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو یہ کام اگرچہ خدا کی طرف سے ہے پر رک جائیگا۔ جتنا زیادہ کلیسیا سرگرمی کیساتھ مجموعی طور سے یا فرداً فرداً اس کام میں حصہ لیگی اتنا زیادہ برکت اور تازگی اور ترقی نظر آویگی۔ ہم کو انتہا خوشی حاصل ہوتی ہے کہ جب ہم سنتے ہیں کہ مسیحی اپنے خدا کی بادشاہت کی ترقی کے لئے کچھ کر رہے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمعصر کوکب ہند مطبوعہ ۲ فروری سنہ ۱۹۱۱ء میں ذیل کا بیان پڑھکر زیادہ کام کرنیکی دلیری اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں کہ گذشتہ ہفتہ میں ایک جلسہ میں شریک ہونیکا اتفاق ہوا جس میں اسبات پر درس وغیرہ دیئے گئے کہ کیونکر مسیحی مذہب چند خاص خاص قوم کے لوگوں کے درمیان پھیلایا جاوے کہ جلد ظہور میں آوے۔ طرح طرح کی باتیں پیش ہوئیں۔ موقعہ نہیں کہ ان سب کو آپ کے سامنے پیش کرسکوں ان باتوں کے سننے سے طرح طرح کے خیالات دلمیں پیدا ہوئے ہندوستان میں بھی آج کل زیادہ چرچہ رہتا ہے کہ کس طور پہ کام کرنا بہتر ہوگا کہ نتیجہ کثرت کے ساتھ دیکھنے میں آوے۔ طرح طرح کی باتیں پیش ہوتی ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ اگر عیسائی ہوکر بھی سر پر چٹیا رکھیں تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر دوسرے عیسائیوں کے ساتھ کھانا پینا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس ہی طور کی اور باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ان سب کی غرض ہے کہ لوگ مسیحی ہوجاویں پر اپنے لوگوں سے علیحدہ ہونا نہ پڑے۔ مسیحی مذہب کا منشا یہ نہیں ہے کہ لوگ اپنے عزیزوں سے جدا ہوجاویں پر جس طور پر تاریکی اور روشنی ایک ساتھ قائم نہیں رہ سکتیں اسی طور پر مسیحی اور غیر مسیحی ایک ساتھ میل ملاپ کیساتھ نہیں رہ سکتے بعضوں کو یہ کہنا سخت معلوم ہوگا۔ مگر اگر انصاف اور غور کیساتھ اس سوال پر لحاظ کیا جاوے۔ آخر میں ماننا پڑیگا کہ سچا مسیحی کیونکر ان لوگوں کے بیچ رہ سکتا ہے جنکا ہر ایک کام بت پرستی سے تعلق رکھتا ہے یا جو مسیح کی قدر نہیں کرتے ہیں یا مسیحی کس طرح سے لوگوں کو اپنے برابر سمجھ سکتا ہے اور جن کے ساتھ ہر وقت رہے اگر ان کو اپنے برابر نہ سمجھے میل کہاں ہوگا؟ مسیحیوں کے کل دستورات عمدہ اور زمانے کی روشنی کے مطابق ہیں مسیحیوں نے پورے طور مسیحی مذہب کی تعلیم کو قبول کیا ہے۔ وہ اپنی عورتوں کو پردے کے اندر بند نہیں رکھتے ہیں۔ لڑکے لڑکیاں دونوں کو یکساں تعلیم دیتے ہیں۔ آپس میں کئی متفرق قوموں میں سے کیوں نہ نکلے ہوں محبت کے ساتھ ملتے ہیں۔ دن بدن ایک دوسرے سے اتفاق کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی بہبودی کیساتھ خوش ہوتے ہیں۔ بہت جلد ان کی قدر ہوگی نہ سرکار بلکہ غیر مسیحی بھی اسبات کو محسوس کرینگے کہ یہ سچے اور دیانتدار لوگ ہیں۔ تم مسیحی لوگوں پر جو تعلیم یافتہ ہیں بہت کچھ جوابدہی ہے۔ غور ہے کہ ہم اپنے لوگوں پر دنیاکی باتیں ظاہر کریں اور اپنے ناخواندہ لوگوں پر ظاہر کریں کہ وہ ہندوستان کی سب سے اعلی قوم کے شریک ہیں تاکہ وہ سب ایسی چال چلیں جس سے مسیح کا نام عزت پاوے اور بہت سے لوگ اس پر ایمان لاویں۔"

مندرجہ بالا باتیں تمام مسیحیوں کے غور کے لائق ہیں اور اب وقت آگیا ہے کہ تمام مسیحی متفق ہوکر اپنے ملک کو مسیحی بنانے میں کوشش کریں

ہمعصر آل انڈیا شیعہ گزٹ مطبوعہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۱۱ء میں ایڈیٹر صاحب کی قلم سے لکھا ہوا "بے پردگی کے نقصانات اور عزیز مرزا صاحب کی تجویز" کے عنوان سے قریب دو صفحوں کا آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ جس میں صاحب موصوف نے طلاق کے بارے انجیل مقدس کی تعلیم پر حملے کئے ہیں۔ چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں "انجیل لوقا اور انجیل مرقس کے جو طلاق کے متعلق احکام ہیں وہ بالکل غیر معقول ہیں۔ بلکہ موجودہ شرارتیں اور کسب کا پیشہ عورتوں میں جو یورپ کی رائج ہوتا جاتا ہے اس کی بہت کچھ تائید خود ان انجیلوں کے احکامات سے ہوتی ہے" ہم کو بڑا افسوس آتا ہے کہ کس طرح بعض لوگ انجیل مقدس کے کچھ مقامات نکالکر دکھلادیں جن سے ایسی گندی تعلیم نکلتی ہے۔ اور پھر آگے جاکر بقول کسی شخص کے خود تحریر کرتے ہیں "ان انجیلوں میں ایسی سختی طلاق کے باب میں ظاہر کی گئی ہے کہ امریکہ والوں کا ہرگز انجیل کے احکام پر عمل کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ انجیل کی رو سے زن و شوہر میں ایک دوسرے کو اسوقت طلاق دے سکتا ہے جب ہر ایک اُن میں سے ایک دوسرے کے زانی ہونیکا کامل طور پر یقین ہو جاوے۔ جس حال میں کہ صاف حکم طلاق کا صورت کے موجود ہے تو پھر اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو یہ دوسری بات ہے اور باقی رہا قوموں کا اپنا دستور و رواج وہ الگ الگ ہے انجیل مقدس کے پاک احکام تو موجود ہیں پر اگر کوئی ان پر نہ چلے تو انکی تعلیم پر کچھ نقص نہیں لگ سکتا انجیل کی ترمیم کے بارے میں بھی ایڈیٹر صاحب نے خوب لکھی جناب کلام الہی کی ترمیم کرنیکا کس کو مجال ہے وہ تو لاترمیم اور لاتبدیل رہیگا وہ احکام انسانی نہیں کہ جنکی ترمیم ہو جاتی ہے اور نہ عیسائی مذہب میں ناسخ منسوخ مانا جاتا ہے۔ یہ خدا کے احکام ابدی ہیں جن میں تغیر نہیں ہوسکتا۔

قاعدہ ہے کہ ہر ایک مذہب وملت میں ایسے لوگ پائے جاینگے کہ جن کے اخلاق اپنے مذہب کے اصولوں اور تہذیب سے گرے ہوئے ہونگے لیکن اگر کوئی ایسے گرے ہوئے لوگوں کے کسی فعل وعمل کو پیش کر کے کسی مذہب کی مذمت اور بدنامی کرنا چاہے تو ایسا کرنا عقلمندی میں داخل نہیں ہے بلکہ سراسر بے انصافی ہے ہم کو افسوس ہے کہ ہمعصر ریویو قادیان نے اپنے اخبار مطبوعہ ۹ فروری سنہ ۱۹۱۱ء میں بعد ایک نوٹ کے میاں سراج الدین عمر صاحب کا ایک آرٹیکل بعنوان "عیسائی تہذیب اور بے حیائی" شائع کیا ہے جس میں اس نے اور ناحق مسیحیوں پر بہتان لگایا ہے۔ ولایت کے گرے ہوئے مسیحیوں کی کسی حالت کا بیان کر کے عیسائیت پر دھبہ لگانا کوئی انصاف نہیں ہے اگر ہم فرقہ ناہنجار کنچنیوں اور بے حیا لوگوں کے کسی عمل کو لیکر اسلام کو بدنام کرنے لگیں تو کیا یہ ہمارا فعل اہل اسلام کی نگاہوں میں اچھا لگیگا؟ نہیں ہرگز نہیں تو پھر مسلمان صاحبان نہ معلوم کیوں ایسی ناجائز تحریر اپنے اخبارات میں مسیحیوں کو ناحق بدنام کرنے کیلئے شائع کردیتے ہیں۔ جو وہ یہ نہیں سوچتے کہ ویسا ہی اعتراض ان پر بھی لگ سکتا ہے۔ ہمارا مطلب اس مضمون کی تردید کرنا نہیں ہے بلکہ صرف یہ دکھلانا ہے کہ ایسا کرنا عقل اور انصاف سے بعید ہے۔





ہمعصر افغان پشاور مطبوعہ ۹ فروری سنہ ۱۹۱۱ء میں اسلامی یونیورسٹی کے لئے چندے کی اپیل کرتا ہے ذیل کی عبارت لکھتا ہے کہ ملک پنجاب میں نصرت الاسلام۔ ہدایت الاسلام و حمایت الاسلام اور خدام الاسلام اور کیا و الاسلام نام کی سینکڑوں انجمنیں قایم ہیں۔ مگر یہ صرف نام ہی نام ہیں۔ کام کے نام خیر صلاح ہے۔ آجکل ہر ایک مذہب والا اپنے مذہب کے پیراؤں کو پرجوش فقروں سے جگا رہا ہے۔ اور یہ جس و حرکت جائز اور ضروری ہے۔ کیونکہ زمانہ عجیب رنگ پکڑتا جاتا ہے اور جو قوم زمانہ کی رفتار کے مطابق اپنی رفتار ترقی کو قایم نہ رکھیگی وہ دوسری اقوام سے پیچھے رہ جاویگی۔ ہمارے مسیحی بھائیوں کو بھی زمانے کی رفتار کا خیال کر کے مفید اور ضروری کاموں کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنی چاہئے۔ خاص کر تحصیل علم اور صنعت و حرفت کی طرف زیادہ قدم آگے بڑھانا چاہئے۔ اور اپنی مہربان گورنمنٹ کی خدمت میں دوسری قوموں میں بالمقابل رہنے کے لئے عرض کرنی چاہئے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ ایسا نہ کرنے کی حالت میں عیسائی قوم ضرور سب سے پیچھے رہ جاویگی۔ اور زمانہ آیندہ میں دوسری قومیں آگے بڑھ جاوینگی اور پھر وہ کسی طرح سے بھی اُن کے برابر نہ ہو سکیگی۔ عیسائی نوجوانوں اور قوم کے بزرگوں کی خاص توجہ اس طرف درکار ہے۔ ہمعصر کو کبھی بھی اس قسم کا ایک نوٹ شائع کرنا ہے۔ مسیحیوں کو ضرور اس کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔

چونکہ چین میں طاعون بڑھتا جاتا ہے اور منچوریا میں بھی ترقی پر اس واسطے چین کی سرکار نے مختلف سرکاروں کو لکھا ہے کہ عالم ڈاکٹروں کو منتخب کر کے فوراً چین میں بھیج دیں تاکہ اس بیماری کو روکنے کے واسطے فوراً انتظام کیا جاوے۔ چینی وزیر نے ریوٹر سے ملاقات کرتے وقت کہا یہ بیماری چوہوں کے وسیلے نہیں پھیلی۔ بلکہ بجا سوروں اور دیگر جانوروں کے ذریعہ سے بڑھی ہے۔ جو کہ اسکو شمال کے رُخ سے لائے ہیں +

دینی سوال و جواب

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ بغرض اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں سے اس لئے نہیں ڑتے تھے کہ وہ انکو جبراً اسلام منوائیں۔ کیونکہ وہ ایسے ایمان کو جو جبر کا نتیجہ ہو ایمان نہیں سمجھتے اور ایسے شخص کو جو خوف کی وجہ سے ایمان ظاہر کرے۔ اسے مسلمان نہیں سمجھتے تھے پھر ایسے لوگوں کی نسبت کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ لوگوں کو تلوار کا خوف دکھا کر جبراً اور اکراہاً مسلمانوں میں داخل کرتے تھے +

اقول۔ ایڈیٹر صاحب باوجود حضرت محمد صاحب کے ایسے قتل کے اوپر افسوس کرنے کے اُس کو بار بار مسلمانوں کی خوبی تصور کرتے ہیں اور وہ نہیں سوچتے کہ حضرت کے کلام سے صاف نکلتا ہے کہ اگر سچا ایمان ایسے شخص کا ہو تو وہ قتل کے لائق نہیں ہیں۔ اگر ایمان خام اور فاسد ہو تو اُن کا قتل کرنا حق ہے لیکن کیا خوب یہاں پر کیا اُلٹا نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ جبر سے ہی انکار ہے ظلم و جبر سے تو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ تو ہو ہی رہا تھا۔ جنگ تو جاری تھا جس کی خاص وجہ تو یہی تھی۔ مگر یہاں تو صدق اور کذب ایمان کا جھگڑا ہے پر آپ اس کو چھوڑ کر جبر و ظلم کے مسئلہ پر زور دیتے ہو جو بالکل دوسرا معاملہ ہے۔ افسوس کہ آپ کہاں کی کہاں اُلٹی پلٹی دلیلیں نکالنے کی کوشش کرتے ہو ذرا سا انصاف تو کام میں لاؤ۔

قولہ اس زمانہ کی مہمات میں سے یہاں پر ایک اور عجیب اور دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ انصار مدینہ میں سے ایک شخص کے ماتحت مسلمانوں کی ایک جماعت کو روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ اپنے سردار کی فرمانبرداری کریں۔ اس سردار نے ایک موقعہ پر جیش میں آ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کریں اور اُن کو آگ لگا دیں۔ اس کے اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی اور جب لکڑیوں کا تمام ڈھیر شعلہ زن ہو گیا تو اُس نے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ اُن سب نے اثبات میں جواب دیا۔ تب اُس سردار نے دوبارہ کہا "تب میں تم کو اس جلتی آگ میں کودنے کا حکم دیتا ہوں"۔ اس حکم کی تعمیل سے اُس کے سب ساتھیوں نے یکزبان ہو کر انکار کر دیا اور کہا بیشک نبی کریم نے ہم کو تمہارے حکم کی تعمیل کا ارشاد فرمایا تھا۔ لیکن یاد رہے کہ ہم نے آگ میں سے بچنے کی خاطر آنحضرت کا دامن پکڑا تھا۔ اس لئے اب ہم اس آگ میں نہیں کود سکتے۔

اقول:۔ اگر ایسا کوئی حکم تھا جو اس قدر بے رحمی اور سختی کا حکم دیتا تھا جو بالکل فضول اور بے معنے حکم تھا تو یہ بالکل بے جا تھا اور اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ایسا افسر مقرر کیا گیا تھا جو ایسا فضول حکم دے اور مسلمانوں کا انکار کرنا سچا تھا۔

قولہ۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا الطاعۃ فی المعروف۔ یعنے اچھی باتوں میں تم پر میری اطاعت واجب ہے جو راست اور جائز ہوں۔

اقول۔ ٹھیک جواب دیا۔ پر افسوس ایسے حکم دینے والے افسر کو کچھ نہ کہا وہ ضرور تنبیہ کا حقدار تھا

قولہ۔ ہم نے یہ روایت اسبات کو واضح کرنے کی خاطر یہاں لکھی ہے کہ عرب کے لوگوں نے دوزخ کی آگ سے ڈر کر اسلام قبول کیا تھا نہ کہ کسی تلوار کے خوف سے جیسا کہ ہمارے عیسوی معترض خیال کرتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ وہ اپنے جسم کو بچانے کی خاطر مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ایمان لانے سے اُن کو ابدی نجات مقصود تھی۔

باقی آئندہ

اقتباس

غفلت

حکیم سقراط جبکہ ایک ایسے کارخانہ میں سیر کررہا تھا کہ جہانکہ تصویر تراش ہو رہے تھے اور عمدہ عمدہ تصویریں اُن سے گھڑی جا رہی تھیں تو اُس نے وہاں پر سوچ کر اپنے دل میں انسانوں کی طرف نظر دوڑائی اور خیال کرنے لگا کہ افسوس بے جان چیزوں میں اس قدر خوبصورتی آجاتی ہے اور وہ ایسی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ لیکن ایک ذی روح انسان ایسی بیش بہا چیز رکھتے ہوئے کیسا غافل ہو رہا ہے کہ اپنی خوبصورتی کو برباد کر رہا ہے۔ اکثر انسان اپنی قیمتی روح کا خیال نہیں کرتے۔ جس کی خوبصورتی گناہ سے بگڑ رہی ہے۔ وہ ایسی زندگی بسر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پیٹ ہی کو سب کچھ سمجھا ہوا ہے اور زندگی کا کام صرف یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کھانا پینا اور سو رہنا ہی ہے۔ بلکہ ان کے خیالات بے ہودگی میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن کی آنکھیں شہوت سے بھری ہیں اور کان خوشیوں اور عیشوں میں مائل ہیں۔ دماغ خیالی باتوں سے پُر ہیں۔ اور زبان دروغ گوئی کا اوزار بنا ہوا ہے اور اپنی روح کا اتنا خیال رکھتے ہیں کہ جس طرح گوشت کو سڑنے سے بچانے کے لئے نمکین کر دیتے ہیں۔ اور بس

سپنسیر

نوآبادی ٹرینیڈاد سے تقریباً ۷۰۰ ہندوستانی مزدور ۲۰ جنوری کو بذریعہ جہاز ہندوستان واپس آئے ہیں اور اپنے ساتھ ۱۹۰۸۷ روپیہ پیدا کر کے لائے ہیں جس بڑی رقم لائے ہیں۔ ۱۲۵۰۰ - ۲۶۲۵ اور ۲۱۳۷ روپیہ کی ہے۔

مراسلات

ارکان سنہ

آخر میں غور کرو کہ ان تمام خطبات میں ہمارے عنایت کے کون کون سے اصول قرآن عربی میں مسلم امر ہیں؟ واضح ہو کہ قرآن عربی میں بائبل اصول ایمان و عمل مسلم ہے۔ بائبل کا خدا مسلم ہے اور بائبل کے معتقد ایمان و عمل میں مسلم ہیں اور بائبل کی بعض ضروری تعلیمات بھی مان لی گئی ہیں اور بائبل کا نبی اور اس کا دین بھی تسلیم کر لیا گیا ہے اب اگر کسی کو انکار ہے تو کرتا رہے مگر قرآن عربی ہمارے کام کی کتاب ہے۔ فقط

(پادری) غلام مسیح ارشد قصور

صلیب کا بہادر

مصنف جارج ملٹن تائب لودیانوی

کالی گھٹا۔

گارلٹ۔ ڈیر سالٹ! تم دیکھتے ہو کہ مغرب کی طرف سے کیسی کالی گھٹا اُمڈی چلی آتی ہے۔ گو میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایسی نہ برسیگی جیسی کہ سکوفیلڈ کے میدان میں ہم پر برسی تھی۔ مجھے ابھی تک یاد ہے۔ کیوں سالٹ۔ تم کو بھی یاد ہوگا میں اس کا تصور بھی نہیں کرتا۔

سالٹ۔ (سر اٹھا کر) اوہو بیشک۔ سخت تاریک گھٹا ہے جلد چلو کسی پناہ کے مقام پر ٹھہریں۔

گارلٹ کوئی خدشہ نہیں۔ بلوط کے گھنے درخت ہمیں اس کے حملے سے محفوظ رکھینگے۔

سالٹ۔ میں یقین نہیں کرتا۔ اگر ایسا ہو بھی تو وہ ہمارے خطرناک جنگل سے بلوط ہمیں کیا بچا سکتے ہیں۔ کیا اس کا ایک پتہ ہمارے لئے سپر کا کام دیگا؟

گارلٹ۔ واہ شاباش۔ اس ڈراونے منظر کا خیال میرے دل میں نہ تھا خیر ہم مسلح۔ جنگجو سپاہی ہیں مگر جنگلی درندوں سے کیا ڈر ہے۔

سالٹ۔ گارلٹ تمہارا مطلب ہے کہ ہم بے فکری کیساتھ اس جنگل کے رستے کو طے کریں۔ ہیں۔ ہمیں پناہ کے مقام کی از حد ضرورت ہے۔

گارلٹ۔ ہنوز پناہ کا مقام دور ہے۔ اور یہ گھٹا تو ہمارے سر ہی پر چڑھتی ہے۔ خدا اس افق کو بدل دے۔

سالٹ۔ میرے خیال میں بیڈفیلڈ کی خانقاہ یہاں سے قریب ترہے اور ہم اس میں پناہ لیں گے۔

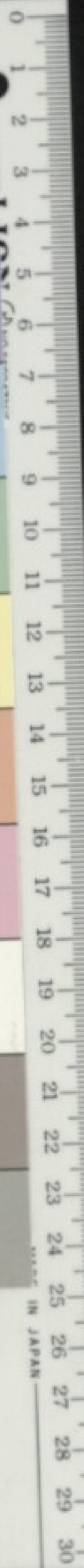
گارلٹ۔ بیڈفیلڈ کی خانقاہ! سالٹ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا بزدلی سے اپنے آپ کو ابلوس کے ہاتھوں میں سونپ دوگے؟

سالٹ۔ ابلوس! ابلوس! جو فیصلہ دار میں ہم سے شکست کھا چکا ہے۔ گارلٹ یقین کرو مجھے خیال نہ تھا کہ وہ اس وقت بیڈفیلڈ میں ہوگا۔

گارلٹ۔ یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں کہ وہ اسوقت کہاں ہوگا مگر میں نے سنا ہے کہ اس کا ارادہ ابھی بیڈفیلڈ میں رہنے کا ہے۔ تاکہ وہاں کے راہب چرچ کو اپنا گرویدہ بنالے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اُس میں کامیاب ہوگا۔

سالٹ۔ در میں چہ شک وہ بڑا عیار اور دغاباز ہے۔ تم نے دیکھا تھا کہ وہ کس حکمت سے ہم پر حملہ آور ہوا تھا۔ اگر ہم کو آسمانی مدد نہ ملتی تو آج ہم ابلوس کے کان پھٹے غلام ہوتے۔

گارلٹ۔ بیشک ہمیں اس فتح یابی کے لئے دل سے خدا کا شکرگزار رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ فتح ہمارے قوت بازو پر منحصر نہ تھی۔ سالٹ کیا یہ بیشک ہے کہ ابلوس چوروں ڈاکوؤں اور عیاش لوگوں کو اپنی پناہ میں لیکر اُن سے جنگ کا کام لیتا ہے۔



سالٹ۔ یہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ بہت سے قیدی جن کو ہم نے گرفتار کیا ہے ان ہی لوگوں میں سے ہیں۔

گارلٹ۔ (آسمان کی طرف دیکھکر) سالٹ! یہ گھٹا تو آگے سے بھی زیادہ تاریک ہوگئی ہے۔ اور تقاطر شروع ہوگیا۔

سالٹ۔ اب کیا ہوسکتا ہے۔ آؤ بلوط کے درختوں میں گھس جائیں۔ مگر اس سامنے والے مینار کی روشنی کیسی ہے؟

گارلٹ۔ یہی بیڈ فیلڈ خانقاہ کی نورانی روشنی ہے۔ ہمیں اس کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے۔ یہ روشنی نہیں بلکہ ظلم وستم کے چمکتے انگارے ہیں۔ جنہوں نے ہزاروں راہبوں کی زمین اُمید کو جلا دیا ہے اور اب ہمیں بھی آنکھیں دکھا رہے ہیں

اس فقرے پر سالٹ نے تبسم کیا۔ مگر گارلٹ نے۔ ایک سنجیدہ آواز سے کہا کاش کہ یہ بیڈ فیلڈ ہمارے قبضہ میں ہوتا اور اس کا راہب درست ہوتا تو اس مینار کی روشنی بہت سے بھولے ہوئے آدمیوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے کا وسیلہ ٹھہرتی۔

اب بارش بہت زور سے ہونے لگی اور کالی گھٹا رات کی تاریکی سے مل کر وہ ہولناک منظر پیدا کر رہی تھی کہ جس کے دیکھنے سے یہ دن سالٹ جیسے بہادروں کا خون خشک ہوتا تھا۔ جنگل میں درندہ جانوروں کا خوف ان دونوں نوجوانوں کی ہمت کو پست کئے دیتے تھے۔ راہ میں بھٹک جانیکا ڈر ان کو ہر قدم لگا ہوا تھا۔ ایڈورس کے جاسوسوں کا ڈر اُدنا تصور ان کے دلوں کو بے چین کر رہا تھا۔ وہ گفتگو جو ان دونو جوانوں میں ہورہی تھی۔ آسمانی لشکر کے بے وقت بلغار سے خاموشی کے بیچ میں بدل گئی۔ لیکن یہ عارضی سبب دیرپا نہ رہا۔ کالی گھٹا کا افق رات کی تاریکی سے متبدل ہوگیا۔ بلوط کے سینکڑوں گھنے اور سایہ دار درختوں میں جو کہ اس کالے طوفان کے زور سے ہولناک آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ بالکل امن ہوگیا تھا۔ مگر رات کی تاریکی بدستور قایم تھی۔ گارلٹ نے دبی آواز سے کہا۔ سالٹ! ہم کب تک ان بلوط کے درختوں میں بیٹھے رہیں۔ کالی گھٹا اپنا زور دکھا گذر گئی۔ رہی رات کی تاریکی۔ یہ ہماری سد راہ نہیں ہوسکتی۔ ہم نے کروس فیلڈ کو جلد جانا ہے۔ ہمارا ضرور جانا ہے کیونکہ غالباً آج ہماری فوج وہاں مقیم ہوگی۔ جو ایڈورس کے مقابلے کے لئے تدبیریں سوچ رہی ہوگی ٭ باقی آئندہ۔

لالہ چندولال صاحب مرحوم
اُن کے مسیحی ہونے کا حال
مرقومہ مسٹر ایزک تارا چند بی۔ اے

"وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اور وہ نہیں تھا کیونکہ خدا نے اُسے اُٹھا لیا"۔

جبکہ لالہ چندولال صاحب کے انتقال کی خبر سنی گئی تب کئی ایک صاحبان کی زبان سے مندرجہ بالا فقرہ سُنا گیا۔ نہایت افسوس کی خبر ہے کہ لالہ صاحب موصوف صرف تھوڑے ہی عرصہ میں قلیل سے بیماری کے اچانک اپنا سفر ختم کر گئے اور اس دنیائے فانی سے کوچ کر کے دنیائے لازوال میں جا پہنچے۔ اُنہوں نے انسانی "بالشت بھر" زندگی کو اس دنیا میں اچھی طرح سے بسر کیا اور آخر کار اپنے آرام میں داخل ہوگئے۔

لالہ صاحب مرحوم بمقام دہلی سنہ ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے تھے اور اب ان کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔ اُن کے ساتھ کے اکثر دوست گذر چکے تھے لیکن لالہ صاحب کی قوت جسمانی کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ نہ تو اُن کی آنکھوں کی بینائی کم ہوئی اور نہ آخر تک اس کی قوت جاتی رہی تھی۔ اُن کی مسیحی زندگی کا مقصد اور شوق مرتے وقت تک مسیح کی بادشاہت کے پھیلانے میں حصہ لینا اور ترقی دینا تھا۔ اُس کی روحانی دلیری اور طاقت اور محبت اور متحمل مزاجی نے ہر ایک کو اُن کا دوست بنایا ہوا تھا۔ جن سے کہ ان کا واسطہ پڑتا تھا۔

لالہ صاحب مرحوم ایک اعلیٰ خاندان کھتریوں میں سے تھے اور بڑی دیر سے عیسائی مذہب کی سچائی کے قائل تھے۔ مگر ۲۵ فروری سنہ ۱۸۵۹ء میں اُنہوں نے بمقام دہلی بپتسمہ پایا۔ یہ موقع اُن کی زندگی کا ایک بڑا قابل یادگار موقع تھا جس کو وہ خدا کی شکر گذاری کے ساتھ ہمیشہ یاد کیا کرتے تھے۔

اپنے بپتسمہ کے تھوڑے عرصے کے بعد وہ اپنے ایک دوست کو اس طرح سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کو بڑی خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ میں نے بڑی دلیری سے خدا باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ پالیا ہے۔ ایک تاریخ کو شام کے وقت جبکہ میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔ اچانک میں یہ خیال میرے دل میں آیا کہ ضرور ہے کہ میں بپتسمہ لوں اور فوراً اُس کے بعد تاریخ مندرجہ بالا پر میں نے بپتسمہ لیا۔ اور جبکہ یہ خواہش میرے دل میں تھی تو میں ماسٹر رام چندر کے پاس گیا اور اپنا ارادہ اُن سے ظاہر کیا۔ اُنہوں نے مجھ کو مسٹر سکیلٹن صاحب کے پاس جانے کے لئے کہا اور میں دلیری کر کے اُن کے پاس گیا۔ بپتسمہ کا ڈر میرے اوپر چھایا ہوا تھا شام کے وقت پہلے جب میں صاحب کے پاس گیا اگرچہ بڑی خوشی سے تو نہیں لیکن جا کر اُن کو کوٹھی میں دیکھکر خوش ہوا۔ دوسرے دن دلیری مجھ میں آگئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عالم بالا کی دلیری تھی۔ پھر صاحب مجھ کو ملے اور ملاقات ہوئی۔ لیکن صاحب نے بپتسمہ دینا اتنی جلدی مناسب نہ سمجھا۔ اس سے مجھ کو بڑی تسلی ہوئی صاحب نے کہا کہ میں ان کے پاس اتوار کو صبح آؤں اور جب دوپہر کے بعد میں گیا تو صاحب نے مجھ سے میرے دل کے حال کی بابت پوچھا۔ اور دریافت کیا کہ کس طرح سے مجھ کو سچائی ملی اور میں نے بیان کیا۔ تب صاحب نے میرے ساتھ خدا سے دعا کی تاکہ میں مضبوطی سے اس مشکل وقت قایم رہوں اور یہ ٹھہرایا گیا کہ میرا بپتسمہ دوسرے اتوار کی صبح کو ہو۔ اس اثنا میں بہت کچھ تکلیف کے واقعات میرے رستے میں آئے اور اے میرے پیارے تاراچند اس وقت مجھ کو سخت جدوجہد کرنی پڑی۔ بعض وقت میرا حوصلہ بڑھ جاتا تھا اور بعض وقت بالکل ٹوٹ جاتا تھا بسبب شیطانی خوف و ڈر کے مغلوب ہو کر میں نے ماسٹر صاحب سے کہا کہ میرا بپتسمہ اگلے اتوار تک ملتوی رکھو اور شام کے وقت میں پھر مسٹر

سکیلٹن صاحب کے پاس گیا اور انہوں نے میرے حوصلے کو از سر نو بڑھایا اور میں نے اپنا پختہ ارادہ کر لیا کہ میں بہادر ہو کر بپتسمہ لونگا۔ اس کے بعد میں گھر میں آیا اور یہ واقعہ اپنی والدہ اور بیوی سے کہہ سنایا۔ اور وہ سنکر زار زار رونے لگیں۔ دوسری صبح میرے گھر کا برہمن اور دوسرے آدمی میرے پاس جمع ہو گئے اور بڑی کوشش کی کہ مجھکو میرے ارادے سے باز رکھیں تاکہ میں بپتسمہ نہ لوں۔ انہوں نے کہا کہ بپتسمہ نہ لو لیکن گھر کے اندر جو چاہو سو کرو۔ لیکن میں نے اُن کی درخواست کو رد کر دیا۔ اس پر میری بیوی اور والدہ دونوں گھر چھوڑ کر چلی گئیں۔ اور دس بجے میں صرف اکیلا گھر میں رہ گیا۔ تب میں نے اپنے گھر میں تالا لگا دیا۔ اور ہیرالال کے گھر چلا گیا اور خدا کے فضل سے اتوار کے دن ۵ بجے شام کو گھر پر بپتسمہ ہو گیا اور میں اپنے گھر کو آ گیا۔ اور میں اپنے گھر میں اکیلا رہا۔ میرے پڑوسی تبھی اچھی طرح سے مجھ سے پیش آتے رہے لیکن میرے اپنے رشتہ دار اور ذات برادری کے لوگ سخت ناراض ہوئے میری دادی اور دوسری عورتوں کے ہمراہ آئی اور وہ زار زار روتی اور اپنی چھاتی پیٹتی تھی گویا کہ میں مر گیا ہوں میرا نام نہیں بدلا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ جلد دہلی میں آؤ تاکہ ایک دوسرے کو تسلی ہو لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اور آپ نے باہم ارادہ کر لیا ہے کہ عیسائی ہو جاویں۔

انعزلی مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۵۹ء

مندرجہ بالا اعلیٰ درجے کے لوگوں کے لئے مسیحی ہونے کی بابت کیسا عجیب بیان ہے جبکہ وہ اپنے پرانے عقیدے کو چھوڑتے ہیں اور خداوند یسوع مسیح کے ایمان کو اختیار کرتے ہیں لیکن خدا اپنے وعدے کو جو اُس نے کلام مقدس میں لکھوایا ہے پورا کرتا ہے۔ جو یہ ہے۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں باپ یا جورو یا لڑکے بالوں یا کھیتوں کو میرے اور انجیل کے لئے چھوڑ دیا ہے جو بالفعل اس زمانہ میں سو گنا نہ پاوے گھر اور بھائی اور بہنوں اور ماں اور لڑکے اور کھیت ستائیشوں کے ساتھ اور آنیوالے زمانہ میں ہمیشہ کی زندگی پاویگا۔"

علی حسن کا خواب

علی حسن اپنے کو ایک مقدس آدمی سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ عمدہ طور پر پابندی احکام شرع کرتے تھے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے سے نازل فرمایا تھا۔ اتفاق سے ایک روز ایک دوست نے اس سے ملاقات کی اور اس کو یہ دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کہ وہ رنجیدہ اور افسردہ خاطر ہے اور خلاف معمول غیر مطمئن معلوم ہوتا ہے۔ دوست نے پوچھا اے علی کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا چہرہ اس قدر متغیر ہے کیا کچھ طبیعت ناساز ہے یا کوئی غمی ہو گئی ہے یا کوئی اور نقصان ہو گیا ہے۔

علی نے کہا۔ الحمد للہ! میں بیمار نہیں ہوں۔ طبیعت اچھی ہے نہ کوئی غمی گھر میں ہوئی ہے اور نہ کوئی مالی نقصان ہوا ہے۔ مجھے رنج اس امر کا ہے کہ میں نے ایک پریشان خواب دیکھا ہے اور ہر چند میں کوشش کرتا ہوں مگر وہ خیال میرے دل سے دور نہیں ہوتا۔ اس وقت میں اپنے چچا سلیمان کے پاس جاتا ہوں اس اُمید پر کہ وہ مجھے اس خواب کی تعبیر بتلائیں گے۔

دوست نے کہا اگر تم میری بات مانو تو اُس پیر مرد کے پاس مت جاؤ۔ وہ ایک مدت دراز سے عیسائیوں کی کتاب مطالعہ کیا کرتے ہیں اور انہوں نے جدید اور ناقص خیالات قائم کر رکھے ہیں۔ اور تم کو وہ گمراہ کر دینگے۔ اگر تم اس کی رائے پر چلوگے تو تمہارا حشر کفار کے ساتھ ہوگا اور داخل جہنم ہو گے۔ جب وہ خود گمراہ ہے تو تم کو کیا رستہ بتائیگا۔ مصرعہ

پیرے کہ خود گم است کرا رہبری کند

علی نے کہا یہ صحیح ہے۔ گو عینکیں خود قوت باصرہ نہیں رکھتیں۔ مگر دوسروں کی نگاہ میں تقویت دیتی ہیں۔ میرے چچا سلیمان نے اکثر مجھے عمدہ نصیحتیں کی ہیں اور میں نے عزم مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اُن کے پاس ضرور جاؤں۔

غرض علی وہاں پہنچا اور دیکھا کہ وہ ضعیف ایک کتاب لئے ہوئے بیٹھا ہے اور اُسے نہایت غور سے دیکھ رہا ہے۔

علی نے سلام کیا اور اُس کے ہاتھوں کو بوسہ دیکر اُس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس خواب کو بیان کیا جو اُس کے دماغ میں گونج رہا تھا اور جس نے ایک روشنی اُس کے دل میں پیدا کر دی تھی۔

علی نے خواب کو اس طرح بیان کیا میں نے دیکھا کہ میں مر گیا۔ اور جب لوگ مجھے دفن کر چکے تو میں اس بات کا منتظر ہوا کہ منکر نکیر دو فرشتے میرے پاس آئیں گے۔ اور مجھ سے سوال کرینگے لیکن اکثر ہماری اُمید کے برعکس ظہور میں آیا کرتا ہے میں نے برخلاف اُمید کے یہ دیکھا کہ ایک میزان عظیم آسمان پر سے ظاہر ہوئی۔ میں نے سمجھا کہ میرے تمام اعمال نیک و بد اس میں تولے جائیں گے۔ اگر میرے اعمال نیک زیادہ پُر وزن ہونگے تو فرشتے مجھے خدا کی بہشت میں لیجاوینگے اور اگر میرے اعمال بد زیادہ بھاری ہونگے تو شیطان جس کی آنکھیں مثل شعلے کے تھیں وہ منتظر ہے کہ مجھے آتش جہنم میں لیجاوے

سلیمان نے پوچھا جب تم نے یہ خوفناک امتحان دیکھا تو کیا تم پر وحشت طاری نہیں ہوئی۔ علی نے کہا نہیں کیونکہ میں نے اپنے علم میں بالیقین یہ سمجھ لیا تھا کہ دنیا میں مجھ سے بہتر مسلمان کوئی نہیں ہے جس نے کہ تمام مذاہب کے احکام اور ارکان بکمال خلوص ادا کئے ہوں۔ مجھے پورا یقین تھا کہ میرے اعمال نیک بمقابلہ میرے اعمال بد کے کہیں زیادہ پُر وزن ہونگے۔ میں اس وقت کسیقدر مضطرب ضرور ہوا جب میں نے دیکھا کہ شیطان کے ملازم مجھے بغور دیکھ رہے ہیں۔ اور گویا اُن کو یقین کامل ہے کہ میں اُن کا شکار ہوں +



سلیمان نے کہا۔ اچھا! پھر اس کے بعد کیا ہوا۔

علی نے کہا میں نے دیکھا کہ شیطان کے ملازم میرے بُرے اعمال لئے آرہے ہیں اور مجھے نہایت حیرت ہوئی جب میں نے اُن گناہوں کی تعداد دیکھی جنکا میں مرتکب ہوا تھا۔ خصوصاً میرے ایامِ جوانی کی بداعمالیاں اور بہت سی خطائیں جو اب اس وقت یاد نہیں پیش ہوئیں اور باتیں بھی پیش کی گئیں اور شیطان نے فخرمندی کی نظر سے اپنے ملازموں سے کہا کہ اس کے بُرے کلمات بھی لے آؤ۔

میں اس وقت اے میرے چچا سلیمان فرادہشت زدہ ہوگیا۔ کیونکہ مجھے ہرگز اُمید نہ تھی کہ فرشتوں نے میرے تمام بُرے کلمات اور جو غصے کی حالت میں فحش کلام زبان سے نکلے ہیں۔ اُن کو بھی درج کیا ہوگا۔ چنانچہ وہ شمار میں بہت زیادہ اور نہایت پُروزن تھے۔ صد ہا گماشتگانِ شیطانی جوق جوق آئے اور نہایت خوشی سے اُن کو پے بپانبار کرنے لگے۔ اس وقت مجھے یہ مقولہ یاد آیا۔ قطعہ

پائے لنگ بلغزد زرہ راست۔ چارۂ کار می تواں کردن
در زبانت بلغزد اندر گفت۔ چارہ نیست جز زباں بُریدن

سلیمان نے کہا اس مقولے سے کہیں بہتر اُس خداوند کا مقولہ ہے جس سے بہتر کسی انسان کا کلام ہو نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے "ہر بیہودہ بات جو انسان کے منہ سے نکلیگی قیامت کے دن اُس کی بازپرس ہوگی۔" (متی باب ۱۲ آیت ۳۶)

علی نے ایک آہ سرد بھری اور کہا میری زبان سے ہزاروں لغو باتیں نکلی ہیں۔ افسوس۔ غرض میں نے پلے کی طرف جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پلہ اس طرح زمین کی طرف برابر جھکتا چلا جارہا ہے۔ گویا وہ جہنم تک چلا جائیگا۔

مگر اسی پر اکتفا نہیں تھا بلکہ مجھے نہایت تعجب ہوا جب میں نے شیطان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اُس کے ناپاک خیالات اور فضول اور جاہلانہ اندیشے لے آؤ۔ میرے منہ سے بے اختیار نکل پڑا "خدا نخواستہ کیا ہمارے خیالات کا بھی مواخذہ ہوگا؟"

سلیمان نے کہا بیشک خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ:۔

"نادانی کا منصوبہ بھی گناہ ہے"۔ (امثال ۲۴-۹)

اور "شریروں کے اندیشوں سے خدا کو نفرت ہے"۔ (امثال ۱۵-۲۶)

انسان کے دل ہی سے بُرے خیال نکلتے ہیں اور آدمی کو ناپاک کرتے ہیں (متی ۱۵-۲۰)

علی نے افسوس کے ساتھ کہا مجھے ہرگز گمان نہ تھا کہ میرے خیالوں کی کچھ وقعت ہوگی اور اُن کا بھی شمار ہوگا جب میں نے دیکھا کہ میرے گناہوں کا انبار زیادہ وزنی ہوتا جاتا ہے میں نے سمجھ لیا کہ اب میں کہیں کا نہ رہا اور مجھے بالکل نا اُمیدی ہوجاتی اگر مجھے وہ نیکیاں اور ثواب کے کام جو میں نے اپنی حین حیات اکتساب کئے تھے یاد نہ پڑجاتے۔ میں نے فرشتے سے کہا اچھا اب جلدی کرو اور میرے نیک اعمال بھی لاؤ۔ یعنے میری نمازیں میرے روزے میری زکاتیں اور میرے حج کو بھی دوسرے پلہ پر رکھو۔ اور مجھے یقین تھا کہ میرے اعمال نیک بمقابلہ میرے اعمال بد کے کہیں زیادہ ہونگے۔ مگر اے چچا سلیمان فرشتے اُن کو نہایت آہستگی اور تامل کیساتھ لائے۔ اور پہلے فرشتے نے مجھ سے کہا کہ صرف وہی اعمال جو تم نے خالص محبت سے کئے ہیں خدا کی نگاہ میں قابل قدر ہیں اور جو کچھ تم نے بخیال تحصیل اجر وخود نمائی اور لوگوں کی واہ واہ سننے کے لئے کیا ہے وہ ایسے سبک ہیں جیسے کہ ہوا۔ آپ یقین فرمائے کہ مجھے کس قدر اضطراب ہوا ہوگا جبکہ میری تمام نیکیاں جن پر مجھے نہایت بھروسہ تھا ایسے سبک تر پائیں جیسا کہ غبار جنگل کہ ترازو پر کچھ حقیقت نہ تھی۔ میں نے چلا کر کہا کہ میری نمازیں کیا ہوئیں۔ کیونکہ میں نے برسوں دن رات پانچ وقت کی نماز پڑھی تھی اگر بُرے کلمات شمار کئے جاتے ہیں تو نیک کلمات بھی شمار ہونا چاہئے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا بات تھی کہ فرشتوں نے میرے نیک اعمال بھی شیطان کے ملازموں کو دیدیئے۔ اور میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں سیاہ ہوگئے اور میری نمازیں بھی گناہوں کے ساتھ تولی گئیں

سلیمان نے کہا کہ میں اس کا سبب بیان کر سکتا ہوں "خدا کی طرف مخاطب ہونا دلمیں غرور رکھ کر یہ خود نفسہ ایک گناہ ہے"۔ اور خدا کے احکام سے ایک حکم یہ بھی ہے "تو خداوند کا نام بے فائدہ مت لے"۔ (خروج ۲۰-۷)

لہذا ہماری نمازیں بھی گناہوں سے بھری ہوسکتی ہیں جیسا کہ خدا کے کلام میں مرقوم ہے

"وہ جو اپنے کان کو پھیرتا ہے تاکہ شریعت کو نہ سنے اُس کی دعا بھی نفرت انگیز ہوگی"۔ (امثال ۲۸: ۹)

خیر اب یہ بتاؤ کہ اس کے بعد تم نے کیا دیکھا۔ علی نے جواب دیا شیطان نے مجھے اپنے قابو میں کرنیکا ارادہ کیا اور مارے دہشت کے میری آنکھ کھل گئی۔ اب یہ فرمایئے کہ آپ نے اس سے زیادہ دہشتناک خواب کبھی دیکھا ہے سلیمان نے کہا میں نے قریب قریب ایسا ہی مشاہدہ کیا ہے اور وہ بھی خواب میں نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں۔ میں نے اپنے خیالات اپنے کلمات اور اپنے افعال خدا کی پاک روشنی میں دیکھے اور میں کانپ اٹھا جس وقت میرے کان میں یہ آواز آئی کہ "تو تولا گیا ترازو میں اور کم نکلا"۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میری راستبازیاں جن پر میں زیادہ بھروسہ کرتا تھا وہ لتہ ناپاک کی طرح خدا کی نگاہ میں بیقدر ہیں۔ (یسعیاہ ۶۴: ۶)

میں نے بلند آواز سے کہا کہ اے خدا مجھ گنہگار پر رحم فرما (لوقا ۱۸: ۱۳)

علی نے بجس دلسوزی کے ساتھ پوچھا کیا ہر شخص ان ترازوؤں میں پڑکر عذاب ابدی میں مبتلا ہوگا۔ کیا کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسکے اعمال نیک خالص آئیں۔

سلیمان کہا خدا کا شکر ہے کہ میں نے دیکھا کہ مسیح کے خون کا ایک قطرہ ترازو میں گرا اور وہ میرے تمام گناہوں سے زیادہ بھاری نکلا۔ میرے بُرے خیالات اور کلمات اور افعال ہمیشہ کے لئے مٹ گئے اور میں نہایت مسرت میں چلا اٹھا۔

"دیکھ میرا سخت درد چین سے تبدیل ہوا اور میری جان

مہربان ہو کر تو نے مجھے ہلاکت کے گڑھے سے رہائی دی کیونکہ تو نے میرے سارے گناہوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔" (یسعیاہ ۳۸: ۱۷)

علی نے پوچھا تو کیا تم مسیحی ہو؟

سلیمان نے کہا بیشک کیونکہ لکھا ہے کہ:-

"عیسیٰ کا خون ہمیں تمام گناہوں سے پاک کرتا ہے۔" (یوحنا ۱: ۷)

اور یہ بھی لکھا ہے "خدا اپنی محبت کی خوبی یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہمارے خاطر موا۔ پس جب ہم اُس کے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے تو اُس کے وسیلے غضب الٰہی سے ضرور ہی بچیں گے۔ کیونکہ باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اس کے بیٹے کی موت کے وسیلے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے۔" (رومیوں کا خط باب ۵ آیت ۸-۱۰)

آفتاب صداقت

ایک وہ زمانہ تھا کہ سطح دنیا پر گناہ کی تاریکی چھائی ہوئی تھی کفر و ظلمت کا تسلط تھا۔ بدینی کا دور دورہ تھا اور لوگ گناہ کے جنگل میں گرفتار تھے۔ بنی نوع انسان کی یہ کیفیت تھی کہ اِدھر اُدھر ٹکریں مارتے پھرتے تھے۔ مگر جادۂ راستی نظر نہ آتا تھا۔ آخر آفتاب صداقت طلوع ہوا۔ جس کی چاندنی نے کہیت کرنا شروع کیا اور ایک چشم زدن میں تمام اقطار عالم میں پھیل گئی اور سمک سے سماک تک کفر و ظلمت کا نام باقی نہ رکھا۔ یہی وہ آفتاب صداقت ہے جس کا نور ازلی و ابدی ہے جس کی روشنی سے دونوں عالم جگمگا رہے ہے۔ اگر یہ روشنی نہ ہوتی تو عالم امکان کی صورت بھی نظر نہ آتی۔ بظاہر گو یہ روشنی خاموش ہے منہ سے کچھ نہیں کہتی۔ مگر اس کے دل کی آنکھ کھلی ہوئی ہے اور سننے والوں کے کانوں میں اپنی پرسوز زبان خاموش سے اپنے محامد و فضائل بھی بیان کرتی ہے اور ایسا دلکش نغمہ سُناتی ہے کہ جسے سنکر محبت بھرے دلوں میں وجد و بے خودی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

دیکھو اس آفتاب صداقت کی کرنیں کس سرعت کیساتھ عالم میں پھیل گئیں۔ اس کے نور نے آناً فاناً کیسی کیسی ظلمتیں مٹا کے رکھ دیں۔ ہدایت کے تمام رستوں میں اس نے اُجالا کر دیا اور [illegible] بیٹھتے جا کر دلوں اور سینوں میں چمکا ہے۔

جس طرح آفتاب اپنی روشنی سے بڑے بڑے گاؤں اور جنگلوں کو چمکا دیا کرتا ہے۔ اسی شان کے ساتھ اس آفتاب صداقت نے ہر طرف اور ہر رنگ میں لاکھوں اور کروڑوں شمعیں روشن کر دی ہیں۔ ہاں اس نور کی وہ کرنیں جو صلیب پر سے چمکنا شروع ہوئیں۔ سارے ریگستان کی اجلی سطح اور بیابانوں کے پھیلے ہوئے دامنوں میں ذرہ ہائے نور چمکاتی ہوئی جنگل سرسبز و شاداب زمینوں متلاطم سمندروں اور سر بفلک پہاڑوں کو طے کر کے لامکان تک پہونچ گئیں۔ اور وہاں پہونچتے ہی عرش کی لاکھوں اور کروڑوں قندیلیں روشن کر دیں۔

آفتاب صداقت کی روشنی کا فیض عام ہے۔ یہ مومن و کافر میں کوئی وجہ امتیاز نہیں پیدا کرتی۔ بلکہ اُن کے دلوں میں یکساں روشنی کرتی ہے اور اپنے نور کا پرتو دونوں پر برابر ڈالتی ہے۔ اسی نے تمدن و معاشرت اور تہذیب و شائستگی کے وہ رستے دکھائے جو خواب میں بھی نظر نہ آتے تھے۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں۔ بلکہ راہ آخرت کی دور و دراز گلیوں میں بھی ہماری رہبری کے واسطے دینی بجلی کے لیمپ روشن کر دیئے۔ تاکہ اس نور کے اُجالے میں ہم راہ نجات پا سکیں اور اس تیرہ خاکدان عنصری سے نکلکر اس عالم نور میں پہونچ جائیں۔ جہاں پہونچنے کے لئے ہر شخص بے چین و بیقرار ہے۔

اس روشنی میں جو مذہب ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ ترقی کا مذہب ہے۔ جس پہلو سے دیکھو معلوم ہوگا کہ یہ مذہب فرائض منصبی کا سب سے اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔ صرف یہی ایک مذہب ہے جو گناہوں کے بوجھ کو بخوبی اتار پھینکتا ہے۔ یہی وہ مذہب ہے جو تمام انسانی خاندان کی یگانگت اور کامل برادری کا اظہار کرتا ہے۔ یہ مذہب کوئی قیاسی بات نہیں اور نہ کوئی ایسی محراب ہے۔ جس کے نیچے سے گذر کر بھی عالیشان عمارتیں نظر آتی ہیں۔ بلکہ یہ باپ کا گھر ہے۔ جہاں ٹھٹھرے ہوؤں کے لئے آگ جل رہی ہے یہ روشنی اور خوشی کا مذہب ہے جو ہر جگہ ہمارے ساتھ جا سکتا ہے۔

ہاں یہی وہ آفتاب صداقت ہے جس کی شعاعیں دنیا کو روشنی پہونچا رہی ہیں۔ آؤ تاریکی کو چھوڑو اور اس ازلی نور سے منور ہو کر ابدی راحت و آرام حاصل کرو۔

پیارے لال ٹھاکر (میرٹھی)

ریویو

بر رسالہ

ثالوث مقدس کی توحید

ڈاکٹر برخوردار خاں سول سرجن ریاست چمبہ نے مسیحی نما کا ایک مضمون کسی وقت تجلی میں چھپوایا تھا۔ جسے بعدہٗ جناب موصوف نے الگ شائع کرا کر مدعیان اسلام میں بغرض فیصلہ تقسیم کرا دیا تھا۔ اس چند صفحے کے رسالہ کو پا کر اڈیٹر رسالہ مسلمان نے اُلٹی سیدھی تردید لکھ ماری جس میں ڈاکٹر صاحب کو بھی بھلے بُرے نام دیئے۔ حضرت اڈیٹر کو غالباً خیال تھا جب تو مضمون مذکور کو قہقہوں میں اڑا کر اڈیٹری اور مولویت کا عوام پر حق جتلا کر سرخروئی حاصل کرینگے۔ جیسا کہ اکثر [illegible] کیا کرتے ہیں۔ اسی زعم میں آ کر رسالہ مسلمان کے کالم سیاہ کروا دئے اور حضرت نہ سوچے کہ کسے چھیڑ رہے ہیں۔ پر قلم کو ثالوث مقدس کی توحید سے جنگ کرنے کی غرض سے چھوڑ ہی دیا۔ اور آخر تک تمام کر والی۔

ڈاکٹر برخوردار خاں کے نام نامی سے تمام ہند کے مسیحی اور آپ کی تعلیم کے نمبر سے تمام لوگ اجنبی نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کی تعریف و ستائش آپ کو جیسا کہ میں گویا غیر شستہ ظاہر کرتا ہے۔ مگر رسالہ مسلمان کے جواب میں جو جو قلم کے جواہر آپنے دکھلائے ہیں اور محمدی اڈیٹر کی واقفیت نامہ کا جیسا کہ ثبوت آپ نے

دیا ہے۔ اور جس خوبی سے نورٌ علیٰ نور کو ثابت کر کے دکھایا اور ثالوث مقدس کی توحید کو قرآن سے ثابت کیا ہے یہ تمام امور آپ کے رسالہ کے دیکھنے ہی سے علاقہ رکھتے ہیں کہ آپ نے واقعی ایڈیٹر رسالہ مسلمان کے حملے کو ایسا ہی پسپا کیا ہے۔ جیسا کہ روس کے حملے کو جاپان نے کیا تھا اور سچ مچ مسئلہ زیر بحث پر نہ صرف ایڈیٹر رسالہ مسلمان کے دم مارنے کی گنجائش نہیں چھوڑی بلکہ ڈاکٹر موصوف رسالہ مسلمان کے کھیرچ ہنگہ للو آہو گیا ہے۔

اس رسالہ پر سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب کا اصل مضمون آیا ہے جس میں آپ نے قرآن کی ایک آیت سے ثالوث مقدس کی توحید کا بیان کیا تھا۔ اس کے بعد رسالہ مسلمان کی تفسیر اور تثلیث مقدس کے اعتراضوں کی تردید کی ہے اور رسالہ رسالہ مسلمان کے دعاوی کو محمدیت کی تواریخ اور اُن کے بعض فرقوں کے عقاید سے ایسا آڑایا ہے کہ اُن کا نشان تک تو چھوڑا نہیں ہے۔ مثلاً علماے قرآن کا نُورٌ علیٰ نور یا سورہ نور کی آیت زیر بحث کا مفہوم مقررہ اَللّٰہُ حَبیبُ اللّٰہ کا وہ ابطال کیا ہے کہ زدیدنہ شنیدہ۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنے کو قرآن اور بائبل اور دیگر معتقد قرآن کے اقوال سے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے قایم و ثابت کر کے رسالہ مسلمان کے ایڈیٹر کے مسلمان کی ایسی تشفی کی ہے کہ پھر اس مسئلہ پر دم بخود ہو جانے کے سوا اور کچھ نہ کر سکے۔

رسالہ کا حجم ۳۰ صفحہ کا ہے۔ طرز تحریر عالمانہ اور فاضلانہ ہے لکھائی چھپائی نہایت صاف ہے اور مضمون زیر بحث اثبات ثالوث مقدس کی توحید ہے جس پر مصنف کو عبور حاصل ہے ہر ایک واعظ کو جو محمدیوں میں کام کرتا ہے اس رسالے کو ضرور رکھنا چاہئے۔ قیمت برائے نام ۲ر ہے۔ اور مصنف سے مل سکتا ہے۔ غلام مسیح از شرقپور

لارڈ کریو نے وزیر ہندیا ورنے لندن کی تقریر میں کہا۔ ہند میں شورش کی شکایت نہیں ہے۔

ملک کنعان کی سیر

انجیر اور انگوروں کی یہاں کثرت ہے۔ مقدس مولود کا گرجا اور ۳ کونونٹ ہیں۔ گلیاں تنگ اور ڈھلوان اور پیسنی ہیں۔ یہاں کے باشندے بڑے اُوڈ ہیں گو حسین بچپن ہی سے سپاہی ہیں اُن کی صورت دیکھتے ہی داؤد کی لڑائی کی شکل یاد آتی ہے جب کبھی یروشلم میں کسی قسم کا فساد یا تنازعہ ہو۔ یہ یہاں پہنچ کر فرو ہو جاتے ہیں۔ جنوبی ارض مقدس میں بیت لحم ہی سب سے بڑا مسیحی قصبہ ہے ۸ ہزار کی آبادی ہے ۱۸۳۴ء میں یہاں مسلمانوں اور مسیحیوں میں بڑا بھاری فساد ہوا تھا۔ اس وقت ابراہیم پاشا نے تمام مسلمانوں کو نکالدیا اور اُن کے گھروں کو برباد کر دیا۔ تب سے صرف مسیحی ہی یہاں آباد ہیں۔ بیت لحم کے باشندے زمیندار۔ چوپان اور دستکار ہیں۔ ہندوستان کے مسیحیوں کی طرح نوکری پیشہ یا مشن کے ملازم نہیں۔ دستکاری یہاں سیپ اور زیتون کی لکڑی کی ہوتی ہے۔ صلیب تسبیح۔ ہار منکے بسیگار ہولڈر وغیرہ بناتے ہیں۔

بائبل میں اس شہر کے کئی نام ہیں۔ مثلاً افراتہ۔ بیت لحم افراتہ۔ سب سے پہلے بیت لحم کا ذکر یعقوب کے بیٹے بنیامین کی پیدائش کے وقت آتا ہے۔ پھر روت کے بیان میں اس کا تذکرہ ہو روت کی کتاب پڑھو۔ پھر داؤد کے مسوح ہونے کے وقت ۱ سموئیل ۱۶: ۱۹ الی نیز سردار یہاں ہوا تھا۔ ۲ سموئیل ۲۳: ۱۴ فرشتے اس کو داؤد کا شہر کہتے ہیں لوقا ۲: ۱۱ اس شہر کے متعلق سب سے عجیب واقع وہ ہے جس کا بیان متی اور لوقا کی انجیل میں ہے۔ جس سے دنیا کی تواریخ نے عجیب پلٹا کھایا ہے۔ دنیا کی نئی تواریخ کا آغاز اسی شہر سے ہوتا ہو سلامتی کے شہزادہ کا ظہور اسی شہر سے ہوا تمام دنیا جہاں پھیل جاتی ہے۔ اس شہر کا تذکرہ ہوتا ہے۔ عید تولید یعنے کرسمس کے موقعہ پر دنیا کے کروڑوں آدمیوں کی توجہ اس شہر پر ہوتی ہے۔ باقی آئندہ

شعر و سخن

خدا محبت ہے

خدا ہے محبت محبت خدا ہے۔
جو اس کو نہ سمجھے خدا سے جدا ہے
محبت میں ہر بات کا آسرا ہے۔
نہ دشمن کا کھٹکا نہ خوف بلا ہے۔
بہایم میں سے بھی رسم مہر و وفا ہو
کئی بار یہ اُن میں دیکھا سُنا ہو
جو انسان باہم رکھیں حسد و کینہ۔
جہنم کی ملتی انہیں تب سزا ہے۔
محبت کر و نسل انساں سے اکثر
مقدس کتابوں میں بھی تذکرا ہے۔
خطرناک پائیں تعصب کی راہیں۔
پڑے ان پہ ہر بار قہر خدا ہے
محبت کے فرزندوں سے ہو تم
گناہوں سے بچنے کی یہ اک دوا ہے
پڑوسی کو جانو پیارا دلارا۔
شریعت کا گر ایک یہ بھی لکھا ہے
مساکین کو دو خدا کے لئے تم
اجر آسماں پر تمہارا بنا ہے۔
یہ قول سلیمان ہو قابل غور
کہ یہ قرض دینا خدا کو سدا ہے
جو ملتا ہے واپس ابھی ایک پل میں
توقف نہیں ہوتا اس میں ذرا ہے۔
محبت کے اقسام ہیں اس سے بڑھکر
نمونہ بس اک ہم نے آگے دھرا ہے
محبت سے عزیزو کو اپنا بنالو۔ کہے تم کو یہ برق اب برملا ہے

مضامین

بُت پرستی

اُن کے بُت روپا اور سونا اور ہاتھوں کی دستکاریاں ہیں۔ وہ آنکھ رکھتے ہیں پر دیکھتے نہیں وہ کان رکھتے ہیں پر سنتے نہیں وہ ہاتھ رکھتے ہیں پر پکڑتے نہیں۔ وہ پاؤں رکھتے ہیں پر چلتے نہیں۔ وہ اپنے گلے سے آواز نہیں نکالتے۔ اور وہ جن کا بھروسا ان پر ہے اُن ہی کی مانند ہیں۔

اس مندرجہ بالا آیت مقدس میں جس عجیب طور سے بتوں کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ وہ ناظرین کو پڑھنے سے خوب ظاہر ہو گیا ہوگا۔ صرف اتنے پر ہی اکتفا نہیں بلکہ جو اُن پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی ان ہی بتوں کی مانند ہیں۔ یعنی کتاب مقدس سے صاف ظاہر ہے کہ بُت پرستی ایک معمولی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک گناہ کبیرہ ہے۔ واقعی اگر اس آیت کو اُس زمانے کے ساتھ ملا کر دیکھا جاوے جس زمانہ میں اس آیت کا نازل ہونا ضروری سمجھا گیا تو یہ وہ زمانہ تھا کہ جس وقت گھر گھر میں بت پرستی ہوتی تھی۔ اور کوئی گھر مشکل سے ایسا پایا جاتا ہوگا جس میں ان بتوں کے انبار نہ ہوتے تھے۔

اسوا ان چھوٹے چھوٹے بتوں کے جنکو لوگ اکثر اپنے گھروں میں رکھ کر پوجتے تھے اور بھی بڑے بڑے بت بتخانوں میں رکھے ہوئے تھے جنکے سامنے اکثر بُت پرست جاہل لوگ اس زمانے کے خیال کے بموجب ان بتوں کو خوش کرنے کیلئے اپنے پیارے اور عزیز لخت جگر یعنی اپنے معصوم بچوں کو لیجا کر ان پر بلی چڑھاتے تھے (؟) کہ جب وہ معبودوں کے آگے بطور نذرانہ چڑھا کر ان کی عزیز اور قیمتی جانوں کو ضائع اور خاک کر دیتے تھے۔ (باقی آئندہ)

انتخاب الاخبار

تیل کا بادشاہ

امریکہ کا مشہور سوداگر راک فیلر جس کا تیل کا کارخانہ ہے۔ اس وقت شاید دنیا میں سب سے بڑا امیر ہے اُس کے پاس اس وقت ایک ارب پچاس کروڑ روپیہ ہے یہ تمام روپیہ اس نے اپنی ہی کوشش سے کمایا ہے جب اُس نے کام شروع کیا تھا۔ تو بہت ہی معمولی تھا۔ اب وہ ایک معنوں میں بادشاہ ہے اور لوگ اُسے تیل کا بادشاہ کہتے ہیں۔ لگاتار کوشش بہت سے اُس نے اس قدر دولت حاصل کی ہے۔ یہی ہر ایک کام میں کامیابی حاصل کرنے کا اصول ہے لوگ روپیہ کمانے علم پڑھنے جسم کو مضبوط بنانے میں تو کوشش اس اصول کو سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ دھرم کے بارے میں وہ اس اصول سے کام نہیں لے سکتے۔ ورنہ گیان دھرم کے راک فیلروں کی تعداد دنیا میں کچھ کم نہ ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ لوگ دھرم کے حاصل کرنے میں بہت ہی کم محنت کرتے ہیں۔ ورنہ یہ ضروری ہے کہ وہ بھی ایسی ہی کامیابی حاصل کریں جیسی کہ دھن کے اصول میں راک فیلر اور اس کے پیرو کرتے ہیں۔ کیا مسیح، بدھ، نانک، چیتنیہ، شنکر اور رامانج ملک کے اور رشی اور بھگت دھرم کے میدان کے راک فیلر اور کارنیگی نہ تھے۔ انہوں نے اس قدر دھرم دھن کمایا کہ دنیا کو اپنی دولت سے مالا مال کر دیا۔ اور جب تک دنیا میں انسان موجود ہیں ہمیشہ وہ اُن کی بیش بہا دولت سے فائدہ اُٹھاوینگے۔

(دھرم پرچارک)

دربار تاج پوشی دہلی

شہنشاہ معظم جارج پنجم نے ارادہ ظاہر فرمایا ہے کہ تاج پوشی کا دربار بجائے شہر سے باہر میدان کے قدیم شاہی طرز پر لال قلعہ کے اندر منعقد کیا جاوے۔ بے شک ہونا بھی یہی چاہئے تھا۔ کیونکہ قلعہ میں دربار کا تمام سامان تیار موجود ہے۔ سوا کسی دوسری جگہ ایسا انتظام نشست جو شاہ عالم پناہ کے شان و رتبہ کے لائق ہو۔ کیسی ہی محنت و کوشش سے بھی ممکن نہیں دہلی کے لال قلعہ اور تخت طاؤس کی خوش نصیبی کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ شہنشاہ بحر و بر کروڑوں مخلوق کی جانوں کی حفاظت اور تخت و تاج برطانیہ کے مالک نے اس کو یہ عزت بخشنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

آہا! وہ کتنا اچھا وقت ہوگا جب جلوس شاہی شہر کے اندر سے گزر کر قلعہ میں داخل ہوگا شہنشاہ عالم پناہ اس تخت طاؤس پر جلوہ افروز ہونگے جسکو صدہا سال تک بڑے بڑے شہنشاہ ہونے کا فخر حاصل ہے سینکڑوں فرمانروایان ریاست قدیم شاہان مغلیہ کی طرح دربار میں دست بستہ ایستادہ ہونگے اور شاہنشاہ انکے سامنے تاجپوشی ادا فرماوینگے۔ (افغان)

ایک سنگتراش کی چھ خواہشیں

راویان حکایت طراز ذیل کے بیان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ زمانہ گزشتہ میں ایک شہر جاپان میں ایک جاپانی سنگتراش نہایت قلیل گنجائش میں رہتا تھا۔ اُس کی زندگی نہایت ہی پریشانی کی حالت میں بسر ہوتی تھی سخت محنت کرتا تھا پر اجرت قلیل پاتا تھا یعنی بد قسمتی سے پیٹ ہی بھرتا پاتا تھا۔ ایک روز جب یوں اپنی بد قسمتی پر دلگیر ہو رہا تھا اُس کی نظر ایک امیر پر جو ریشمی کپڑوں میں لپٹا ہوا اور اپنے نرم نرم گدے بستر پر سوتا تھا پڑی۔ تو کہنے لگا کہ اے کاش مجھے میری مصیبت سے رہائی ہوتی اور میں اس امیر کی طرح نرم گدے پر سوتا اور ریشمی کپڑے پہنتا۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ فوراً ایک فرشتہ غیب سے اُس کے آگے آکھڑا ہوا۔ اور اُس سے کہا کہ تیری خواہش کے مطابق تیرے لئے ہو۔ اس کے کہتے ہی اس کے چیتھڑے اُس کے بدن پر سے گر پڑے اور نہایت عمدہ کپڑوں میں لپٹا ہوا اپنے کو پایا۔ جھونپڑی بھی عمدہ مکان میں تبدیل ہو گئی تمام آرام کی چیزیں موجود ہو گئیں۔ اس حالت میں چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک روز اتفاق سے اس کے مکان کی طرف سے شہنشاہ کا معہ امرا اور فوج کے گزر ہوا۔ شہنشاہ کے سر پر



تاج اور سنہری بڑے جھا۔ تو جو دیکھا تو کہنے لگا کہ اے کاش کہ میرا نصیب بھی ہوتا۔ یہ کہنا ہی تھا کہ وہی فرشتہ پھر آحاضر ہوا اور اس سے مخاطب ہو کر بولا۔ کہ تیری خواہش کے مطابق ویسا ہی ہو۔ چنانچہ فوراً فرشتے کے کہتے ہی اُس کی ہیئت شہنشاہ میں تبدیل ہو گئی محل موجود ہو گیا۔ لاؤ لشکر غرض کل آسائش شاہی تیار موجود ہو گیا۔ یہ مارے خوشی کے پھولا نہ سمانے لگا۔ باہر جاتا تو سر پر تاج اور اوپر سے چتر چھتر لاؤ لشکر ہمراہ ہوتا۔ ایک روز جو موسم گرما میں جو بڑے شان و شوکت سے نکلا تو آفتاب نے اس کو پریشان کیا۔ چونکہ سخت گرمی تھی اور آفتاب نے اپنی تیزی سے سب اشیاء کو سوختہ کر دیا تھا گرد و غبار بھی ہر چہار طرف سے اُٹھتے تھے گرد میں گھستے تھے۔ اور تیزی آفتاب سے آنکھیں جھپکی جاتی تھیں۔ اب تو اُس کے ہوش پراگندہ ہونے لگے۔ برداشت اس میں تھی نہیں۔ تاب نہ لا سکا۔ کہنے لگا کہ میرے شہنشاہ ہونے سے کیا فائدہ۔ جبکہ آفتاب کی گرمی ایسی پریشان کرتی ہے اور آفتاب کی تپش کی قوت کبھی کم نہیں ہوتی۔ میں تو پریشان ہو گیا کاش کہ میں آفتاب ہی بن جاتا وہ اس تصور میں تھا کہ آفتاب بن جاوے کہ وہی فرشتہ آموجود ہوا اور اُسے چھوا اور کہا کہ اپنی خواہش کے مطابق آفتاب بنو غرض آفتاب بن گئے اور بڑے آب و تاب اور تیزی سے چمکنے اور اپنی کرنیں و تیر باہر میں و پیش بھیجنے لگے اور ہر شے کو جھلسانے لگے۔ پرندوں کی چونچیں و چرندوں کا ہانپنا اور شہزادے کے چہروں پر پریشانی ہر قسم کے سبزوں پر پژمردگی چھا گئی۔ تب میں اتفاق سے محبت آمیز ابر نے اونچا ہو کے آفتاب کی تیزی و تپش کو زمین پر آنے سے روکا اور رحمت کی بارش سے پژمردگی کو دفع کیا اور راحت کا فرش بچھا دیا۔ جب یہ حال آفتاب نے دیکھا کہ یہ بدلی میرے اور زمین کے درمیان حائل ہو کر میرے اوپر فوق لے گئی تو کہنے لگا اچھا ابر میں یہ قوت کہ میری طاقت بادل پر غالب ہوا تو میں ابر ہی کیوں نہ بن جاؤں۔ فوراً وہی فرشتہ پھر آحاضر ہوا اور اس سے کہا بہت خوب لیجئے۔ اسی وقت آفتابی غران ابر میں تبدیل ہو گئی۔ سب بدلی بن گئی تو اور اپنا زور دکھانا شروع کیا کہ کالی گھٹا چھا گئی کہ آفتاب نظر ہی نہ آنے لگا اور ایسا برسا کہ کل کے ناک میں دم کر دیا۔ پر پہاڑ کو اس طوفانی اور چنبری کے بارش سے کچھ جنبش نہ ہوئی۔ وہی شکل کہ نہ سرکے ساون نہ ہرے بھادوں اپنا سر اُٹھائے کھڑا رہا۔ جب پہاڑ کی یہ بے ضرر استادگی دیکھی تو حیران ہو کر بولا۔ اے ہے کاش میں پہاڑ ہی بن جاتا کیونکہ اُس کی قوت ابر سے زیادہ ہے۔ اسی وقت وہ فرشتہ پھر آموجود ہوا۔ اور ابر کو ایک مستحکم پہاڑ کے ساتھ تبدیل کر دیا اب نہایت فخر کے ساتھ سر بلند کئے ہوئے کہ نہ آفتاب کی تیزی نہ پانی کے زور کا خوف تھا کھڑا رہتا۔ اب ایسا ہوا کہ ایک سنگ تراش اپنا ہتھوڑا اور چھینی لئے ہوئے آن موجود ہوا۔ اور اُس بڑے پہاڑ سے سنگ تراشنا شروع کیا اور چند ٹکڑے اپنے مصرف کے تراش کر طیار کئے تو تب تو اُس سے نہ رہا گیا۔ چلا اٹھا کہ کیا انسان میں یہ طاقت ہو کہ مجھ میں سے سنگ تراشے۔ کیا میں [illegible] کمزور ہوں۔ اگر ایسا ہو تو یہ نہایت ہی غیرت کی بات ہے کہ میں انسان ہی ہوں۔ فرشتہ اسی وقت آحاضر ہوا اور کہا کہ جو تیری آرزو ہے وہی تیرے لئے ہو۔ یہ کہہ کے اُس کو چھوا اور وہ وہی سنگ تراش ہو گیا۔ اُس کی زندگی سختی کی تھی محنت کرتا اور قلیل گذارہ میسر ہوتا پر تو بھی بے گرہ کھولے گزران کرتا۔ مذکورہ بالا کے تجربوں سے نصیحت حاصل کی تھی قناعت کے ساتھ گزران کرنا شروع کیا۔ زندگی قناعت کے ساتھ بڑا نفع ہے۔ (رفیق نسواں)

یوروپین موجد اور برٹش راج کی عظمت

سچ تو یہ ہے کہ یورپین موجدوں پر صد آفرین اور تحسین ہے جنہوں نے مشینوں اور سائنسوں اور کلوں سے کیا کیا نہیں کر دکھایا چھاپے تو ہیں۔ تار برقی روشنی بھیجنے کی مشین بغیر تار کے خبریں جانا۔ ہارمونیم فونوگراف۔ گراموفون ہی کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ اور ہوائی جہاز کو سنکر دنگ تھے۔ مگر لیجئے اور سنئے کیا آپ کو تعجب نہ ہوگا کہ اگر ہم کہیں کہ دو ہوائی جہاز [illegible] پرندے کی طرح زمین سے اوپر کو چڑھے اور اوپر سے تیس ہزار آدمیوں پر گولہ باری کرکے دو منٹ میں اُن آدمیوں کو نیست و نابود کر دے آپ کو ضرور بالضرور تعجب ہوگا اور آپ اپنے دل میں کہیں گے کہ ایسا ناممکن ہے۔ مگر نہیں لیجئے آپ کا تعجب مٹا جاتا ہے مسٹر رنیڈ فلیس مشہور مکینکل انجنیر پول نے ایک ہوائی تارپیڈو ایجاد کیا ہے۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ لنڈن کو کسی مقام سے ۲ میل کے اندر بڑے بڑے قلعے اور عمارتیں اس بلائے بے درمان تارپیڈو کی کرامت سے خاک سیاہ کر سکتے ہیں۔ اس تارپیڈو میں برقی طاقت دی گئی ہے۔ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو مسٹر فلیس موجد نے لنڈن کے قریب میدان میں اُن کی نمائش کی تھی جس میں تیس ہزار آدمی موجود ہوئے دیکھنے آئے تھے بیس ہزار روپیہ مسٹر فلیس کو ٹکٹ سے ملا۔ مجمع کے درمیان ایک اونچے مقام پر صاحب موصوف کھڑے ہوئے اور اپنے میز پر ایک مشین رکھی جو حال ٹائپ رائٹنگ مشین سے مشابہ تھی۔ اُس سے ۵۰ فٹ کے فاصلہ پر ایک ہوائی جہاز رکھا جو ۴ فٹ لمبا اور ۵ فٹ چوڑا تھا جس میں ۴ آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ اس ایجاد کی مختصر کیفیت بیان کرنے کے بعد میز پر کی مشین کا بٹن دبانا شروع کیا۔ پہلا بٹن دبا۔ فٹ یہ ہوائی جہاز ایک فٹ اونچا ہوا اور آہستہ آہستہ مجمع پاس آ کر کے کھڑا ہو گیا جس طرح گھوڑے اپنے مالک کے پاس آ جاتے ہیں۔ دوسرا بٹن دبانے سے کچھ بلند ہوئے۔ تیسرا بٹن دبانے سے ۵ فٹ بلند ہو گیا ایک اور بٹن دبانے سے جہاز پر روشنی ہو گئی اور چار سو فٹ بلند شل غبارے کے نظر آنے لگا جب جہاز اتنا بلند ہوا تو موجد موصوف نے ایک اور بٹن دبا دیا جس سے ایک آواز آئی اور کاغذ کے مصنوعی گولے ہوا میں گرنے لگے۔ یہ گولے اس تیزی کے ساتھ گرتے تھے کہ ۳۰ ہزار آدمی کے مجمع میں کوئی نہ بچا۔ جس پر ایک آدھ گولہ نہ برسا ہو۔ ۲ منٹ کے اندر ۳۰ ہزار آدمیوں پر گولہ باری ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ ایک گھنٹہ کے اندر ۴۰ چالیس ہزار انسانوں کا خاتمہ یہ ہوائی جہاز کر سکتا ہے۔ موجد نے بٹن دبا دیا کہ جہاز کو ہر طرف پھیرا اور دکھایا کہ اس پر کس قدر قابو ہے۔ (مرقع تصویر)

گلدستۂ اخبار

اسکندریہ میں ایک تجارتی کوٹھی آتش زدگی سے تباہ ہوگئی اور ایک لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا۔

آسٹریلیا کے تجارتی حسابات بابت سنہ ۱۹۱۰ء برآمد میں ۸۰ لاکھ پونڈ اور درآمد میں ۹۰ لاکھ پونڈ کی بیشی ظاہر کرتے ہیں یہ بیشی زیادہ تر اون۔ گیہوں۔ مکھن اور بھیڑ کے گوشت کی برآمد پر مشتمل ہے۔

مالابار میں دو لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے ایک ٹاٹ کی کل جاری کرنیکا انتظام ہو رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت شاہ جارج پنجم آئیندہ دربار کے موقعہ پر دہلی کے سرکٹ ہوس میں فروکش ہونگے جو حضور کے قیام کے لئے از سر نو درست کیا جاتا ہے۔

گمی میں چربی کی آمیزش کے متعلق کلکتہ کے چند دوکانداروں پر جرمانہ ہوا ہے۔ ایک دوکاندار کے ۱۰ سیر گمی میں تمام چربی تھی اس قسم کا بہت سا گمی ضائع کیا گیا ہے۔

اخبار آرمی اینڈ نیوی نیوز کا لندنی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ لندن کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک طویل میموریل لارڈ کریو صاحب بہادر کی خدمت میں روانہ کیا ہے جس کے ضمن میں اُن کی توجہ اس واقعہ کی جانب مبذول کی گئی کہ ہندوستان کی جنگی قوموں کے اعلیٰ فرقوں میں روز بروز یہ خواہش بڑھتی جاتی ہے کہ سلطنت کی حفاظت میں اُن کو بھی حصہ ملے اور تاج برطانیہ کی جنگی خدمات انجام دینے کے واسطے ہندوستانیوں کو روز بروز مزید موقعے دیے جائیں۔

مغویانہ جلسوں کے متعلق قانون جس کی صرف ۶ ماہ کے لئے توسیع ہوئی تھی۔ اب نافذ نہ ہوگا۔ انگلشمین لکھتا ہے کہ اب حالت ملک ایسی عمدہ ہے کہ اگر کوئی غیر معمولی بات واقعہ نہ ہوئی تو تشدد آمیز قوانین جو کہ بنگالہ میں بے چینی کے باعث ضرورت ہوئی تھی واپس لئے جاوینگے۔

سر چارلس ڈلکے صاحب کی پیرانہ سالی میں وفات پر افسوس ظاہر کیا جاویگا کہ وہ ہندوستان کے دوست تھے۔ اور جب موقعہ ملتا تھا کلمہ خیر استعمال کرتے تھے۔

امرت بازار پتریکا میں ایک تار مظہر ہے کہ مشرق بنگال میں جوگی دیانند نامے ایک سادھو ہری سنکیرتن کرتے اور بھجن گاتے ہوئے دیہات کا دورہ کر رہے ہیں اور ہزاروں آدمی اُن کا نام سنکر اُن کی طرف دوڑتے ہیں

سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ شہزادہ چین یا میلر ایک لائق وزیر کوریا اپنے مکان میں پھانسی دیا ہوا پایا گیا۔ اس نے ایک خط بنام سابق شہنشاہ کوریا اور ۲۵ سو روبل چھوڑے ہیں۔

مہاراجہ مہندر پرتاپ سنگھ رئیس ہاتھرس نے بندرابن صنعتی سکول کے لئے ۲ لاکھ روپیہ دیا ہے اور وہ خود اس سکول کے گورنر کا کام کرتے ہیں۔ راجہ صاحب نے فرخ آباد کے گوروکل کو بھی بندرابن منتقل کرنا چاہا ہے اور اس کے لئے ۲۰۰ بیگہ اراضی دی ہے۔

جاکھل سے حصار تک ریلوے لائن بنانے کی منظوری دی گئی ہے۔

پشاور کے چڑیا خانہ سے ایک شیر نے رات کو چھٹ کر تمام مور کھائے لیکن پھر پکڑا گیا۔

کالا ضلع جہلم میں ایک آتش باز بارود رگڑ رہا تھا کہ بارود میں رگڑ لگنے سے اُس کا ہاتھ اڑ گیا۔ ایک لڑکی پاس کھڑی تھی اُس کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں۔ دوسری لڑکی کے ہاتھ اور پاؤں اڑ گئے۔ وہ آدمی بے چارہ شفاخانہ میں پہونچکر مر گیا لڑکیوں کی حالت نازک ہے۔

سُنا ہے کہ مہاراجہ فرید کوٹ کی شادی پر نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی رونق افروز ہونگے۔

سرکھیو مہاں راجہ صاحب بہادر کشمیر نے ہندوستان کے راجپوت کالج کے لئے نہایت پر اثر اپیل نافذ فرمائی۔ اس کی ضرورت بخوبی واضح کی۔ ایڈورڈ راجپوت کالج نام ہوگا حضور شاہ قیصر بنیاد قایم کرینگے۔ یہ قومی کالج میں آگرہ میں ہوگا۔ ۲۵ لاکھ سرمایہ ۵ لاکھ وظایف سود سے کام چلائیں گے آئندہ میں روشن

دربار کارونیشن لندن میں اہل ہند کی طرف سے تحائف قبول نہیں کئے جاوینگے۔ حکم دیا گیا

جدید شہزاد مدراسی دوڑ اسوامی نے آگرہ میں عمدہ شہرت پائی وہ بھی لاہور آتے ہیں

جیاگنج (کلکتہ) کے کارخانہ ریشم کا انجن پھٹ گیا۔ عمارت بیٹھ گئی ۲۰۰ کاریگر ہلاک ہوگئے۔

کلکتہ دہلی۔ الہ آباد۔ شملہ کو بے تار کے سلسلہ پیغام رسانی پر آٹھ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

لوکل

ماسٹر کانشی رام ہیڈ ماسٹر سناتن دھرم سکول لودیانہ جس کو چیلہ کے مقدمہ میں عدالت ماتحت سے ۵۰ روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔ اوری کو جناب مسٹر ایچ۔ اے۔ روز صاحب بہادر ڈسٹرکٹ جج کی عدالت سے بری ہوا۔

آج جناب مسٹر ہری دتہ صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کی لیڈی صاحبہ اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لودیانہ کی میم صاحبہ نے گنیا پاٹ شالہ اور محمدن گرلز سکول سوچپورہ کا ملاحظہ فرمایا نہایت خوش ہوئیں۔

سُنا ہے کہ جناب مسٹر کرانیف مترصاحب خلق مجسم لودیانہ سے تبدیل ہوکر جالندھر تشریف لیجاتے ہیں۔ موسم تبدیل ہوگیا۔



مسٹر سپرجن صاحب مرحوم ومغفور مشہور واعظ انجیل کی زندگی پر ایک نظر

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

ہم کو یاد ہے کہ موسےٰ نے بھی پہلے بہت حجت کی اور یہ درست تھی کہ اس کی زبان میں لکنت تھی تو بھی خدا نے اس کو استعمال کیا پس ہم مایوس نہ ہو جائیں۔ خدا ہمیں بھی استعمال کریگا خواہ بلا کر یا خود ہم اسکے پاس جائیں۔

مسٹر سپرجن صاحب مرحوم جن کے نام نامی و اسم گرامی سے بزم علما کا ہر ایک شخص واقف ہے اور جنکے واعظوں کی تلاوت پڑھنے والوں کو لطف سے خالی نہیں رکھتی خداوند کے برگزیدوں میں سے ایک تھے۔ میرے خیال میں بہت سے لوگ اُن کی سوانح عمری سے واقف ہیں۔ مگر بہت ایسے بھی ہونگے کہ جنھوں نے محض مسٹر سپرجن صاحب کا نام ہی سنا ہوا اور یہ بھی کہ وہ ایک مشہور واعظ انجیل ہو گذرے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب جانا کہ اُن کی زندگی کا کچھ حصہ ہدیہ ناظرین کروں۔ جس سے یہ بات صاف ہو کہ کس طرح خداوند اپنے بندوں کو اپنی خدمت کے لئے استعمال کرتا ہے۔

مسٹر سپرجن صاحب کی پیدائش۔

مسٹر سپرجن صاحب کی پیدائش کسی بڑے عالی تبار خاندان میں نہیں ہوئی۔ جس گھر کا یہ چراغ تھا۔ اُس کی روشنی بالکل مدہم تھی۔ مگر ہاں اس چراغ نے اپنی روشنی سے اُسے یہاں تک روشن کر دیا کہ آج تک وہ بجھنے میں نہیں آتا بلکہ جب تک عالموں کا دور اس بزم جہاں میں قائم ہے وہ روشنی قائم رہیگی

ان کا اصلی نام چارلس ہیڈن سپرجن تھا۔ اور یہ صوبہ ایسکس کے جو کہ انگلستان میں ہے ایک چھوٹے گاؤں نام کیلوڈن میں ۱۹ جون سنہ ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے تھے۔

ان کا والد یہاں کی ایک چھوٹی کلیسیا کا پاسبان تھا یہ شخص بڑا دیندار اور اپنے فرائض منصبی میں بڑا سرگرم تھا چارلس کی ماں بھی بڑی دیندار تھی اور یہی وجہ تھی کہ چارلس ہیڈن سپرجن ان کی صحبتوں سے متاثر ہو کر حقیقی دیندار نکلا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ والدین کی صحبت کا اثر بچے پر زیادہ پڑتا ہے۔ چنانچہ اگسٹن اسبات کا بڑا شاہد ہے۔ اور سچ پوچھو تو اُس کی ماں کے آنسوؤں نے اسے مقدس اگسٹن بنایا۔

مسٹر سپرجن اپنی عہد طفولیت ہی سے اور بچوں کی مانند کھیل کے زیادہ شائق نہ تھے اور اگر یہ کہا جائے کہ طفلانہ حرکات سے وہ ناخوش تھے تو زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ کبوتر بازی یا آوارہ گردی۔ یا شوخی و شرارت ان میں نام کو بھی نہ تھی۔ ابتدائی عمر ہی سے وہ کتابوں سے الفت رکھتے تھے۔ اور بائبل مقدس کے بہت سے قصے اُن کے زبانی یاد تھے۔ طبیعت میں خودسری اور ارادے کا ایسا مضبوط تھا کہ اس کی مرضی کو روکنا بہت مشکل تھا۔ وہ اپنی مخالفت کو بھی گوارا نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ پہلے پہل ایک بورڈنگ سکول میں تعلیم کے لئے داخل ہوا۔ تو ایسا اتفاق ہوا کہ سونے سے پہلے حسب معمول دعا مانگنے لگا۔ لیکن شریر لڑکوں نے اُسے بہت تنگ کیا۔ بعضوں نے جوتیاں اور کتابیں اُٹھا کر اس کو ماریں۔ یہ دیکھ کر اُس سے ضبط نہ ہو سکا اور جو لڑکا اُس کے ہاتھ آیا خوب ہی زدوکوب کیا۔ پھر گھٹنے ٹیک کر آرام سے اپنی دعا کو ختم کیا۔ اور پھر کبھی لڑکوں نے اس طرح اسے دق نہ کیا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی طبیعت ہی میں سنجیدگی تھی اور وہ خدا کی پاک رسم کو شیطان کے سپرد کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ شیطان کو مار کر اُس پر غالب آیا۔

بعض اوقات گرجوں میں دیکھا جاتا ہے کہ نوجوان سبھی کی رو سے سنجیدگی کے ساتھ خدا کی عبادت میں حصہ نہیں لیتے بلکہ قبیح حرکات سے ایک دوسرے کی توجہ کو خراب کرتے ہیں۔ یہ کسی حالت میں درست نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں ایک گرجے میں صبح کی عبادت میں شریک ہوا وہاں میرے پاس ہی ایک شخص بڑی موٹی اور بیڑھی آواز سے گا رہا تھا۔ جو مجھے ناگوار معلوم ہوئی میں نے کہا کہ صاحب یا تو اپنے باجے کے سروں کو سریلا بنائیے یا خاموش رہو۔ میرا اسرور کرنے لگا میری اسبات کو سنکر میرے جیسے اور نوجوان بھی ہنس پڑے لیکن وہ شخص اسی طرح گاتا رہا تھوڑی دیر کے بعد میری ضمیر نے مجھے تنگ کر دیا اور یہ الفاظ کہے۔ "تیرے سر تیری آواز خدا کی تعریف میں نیچ ہے اور اُس کی آواز بلند ہے۔" سن اور شرمندہ ہو۔ میں حقیقت میں شرمندہ ہوا اور میں نے جانا کہ اغوائے شیطانی سے یہ کام ہوا اور آئندہ کبھی میں نے اس شخص کو نہیں ٹوکا گرجا خداوند کا گھر ہے اور جب ہم اس میں عبادت کے لئے شریک ہوتے ہیں تو خداوند کی خاص حضوری کو محسوس کریں ہم سے کبھی ایسی شرارتیں سرزد نہیں ہونگی۔

مسٹر سپرجن کو لڑکپن ہی سے مذہبی باتوں کا بہت شوق تھا اور خاصکر دعا مانگنے کا تو وہ بہت عادی تھا۔ ہم نہیں جان سکتے کہ اُس کی دعا کے مضمون کیا تھے ہم اُس کی آئندہ زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی دعا میں تقدیس کی حالت تک پہنچنے کے بارے میں تھیں کیونکہ جو کچھ خدا سے ہم مانگتے ہیں ہمیں ملتا ہے۔

راست گوئی کا وہ بڑا پابند تھا اور اسی صفت سے وہ دلیر اور نڈر بھی تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب وہ ابھی چھ برس کا بھی نہ تھا اس نے اپنے والد کو ایک شخص کے بارے میں جو شراب کا عادی تھا۔ شکایت کرتے سنا۔ باقی آئندہ

سنڈے اسکول کے سبق

تصویردار پرچے سنڈے اسکول

۲۵ عدد فی ہفتہ سالتمام کے لئے عہ

محصولڈاک علاوہ اور سنڈے اسکول سبق۔

۵۲ ہفتوں کیواسطے

قیمت ۲ ر فی سبق محصولڈاک علاوہ یعنے ۸ کاپی فی ہفتہ تمام سال کے واسطے صرف ایک روپیہ اور محصولڈاک۔

یہ سبق اُردو اور فارسی حروف میں چھاپے جاتے ہیں اور چار قسطوں میں بھیجے جاتے ہیں۔

یہ تمام سبق انٹرنیشنل سیریز کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں جو تمام دنیا میں استعمال کی جاتی ہے۔ پادری ہنری فورمن صاحب ڈی ڈی کی تصنیف سے نوٹس اُردو میں تیار کئے جاتے ہیں اور اُن کیساتھ ہمیں بائبل ریڈنگ ایسوسی ایشن کی تلاوت کی فہرستیں بھی چھاپی جاتی ہیں۔

حقیقت یہہ ہے

کہ بائبل کی تعلیم کے واسطے سب سے عمدہ سبق ہیں۔ ان کا سلسلہ ایسا چلتا ہے کہ سات سالوں میں کل بائبل کی تعلیم ہوجاتی ہے۔ یعنے پاک کلام کی پوری واقفیت ہوجاتی ہے اس لئے بذریعہ اس اشتہار کے ترغیب دیجاتی ہے کہ تمام مشن سکولوں میں یہ سبق بطور ٹیکسٹ بک کے استعمال کئے جاویں کئی ایک مشن سکول ان کا استعمال کر رہے ہیں ہمارا مطلب ہے کہ تمام سکولوں میں ان کا رواج ہونا چاہئے کیونکہ یہ از حد مفید ہیں

جو صاحب ان کو چاہتے ہیں سو اطلاع فرماویں درخواست پر پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی لودیانہ لکھنا کافی ہے۔ سال بھر کی قیمت پیشگی لی جاویگی وی۔ پی کے ذریعے سے۔

قوت کی گولیاں

دن آگئے جلد منگائیے

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں ۱۲ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس، مسنگنیا، ڈاکیانا فلاکر یہ گولیاں بنی ہیں۔ مغز، ریڑھ، رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے جن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی حالت ٹوٹنے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصول ڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

امتحانا نمونہ کی گولیاں بلاقیمت دیجاتی

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتے ہیں خود امتحان کیجئے اگر آپ بلاقیمت آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کے واسطے دو پیسہ کا ٹکٹ پتہ لفافہ میں بھیجئے اور اسی خط میں دس خواندہ اور تندرست کے نام و پتہ صاف صاف طور پر لکھیئے پتہ لکھنے میں مقام و ڈاکخانہ و ضلع لکھیئے۔

المشتہر:- ڈاکٹر ایس۔ کے برمن نمبر ۵/۹۰ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

سی بی۔ بی ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۷۶ء

پرفضا محل وقوع

مستند اُستادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہوسکتے ہیں۔

فیس خرچ خوراک مختلف جماعت فی ماہ صہ اگر دو طالبعلم ایک ہی خانہ ان کے ہوں للعہ ۳ یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا گرونول وکیرم وغیرہ و دیگر سامان فرنیچر الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ قیمت رکشا ۹۰للعہ سے ما عہ گرونول للعہ

مزید دریافت حال کیلئے مینجر صاحب اسکول ہذا سے خط و کتابت کیں

پریسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے۔ اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جیکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پاسکتے ہیں۔ ۱۰ برس میں اس فنڈ نے ۵۰ ہزار روپوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف بتر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے۔ اور قریبًا آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۲۴ ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہوسکتا ہے۔

اور نئے پر اسپکٹس (اردو انگریزی) منیجر ٹرسٹ پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد ملتے ہیں۔

دستورالعمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک عہ
ہندوستان و پنجاب عہ　للعہ
غیر ممالک سے ۵ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	ہے
چوتھائی کالم	صہ	ہے	للعہ
نصف کالم	ہے	للعہ	ععہ
پورا کالم	للعہ	ععہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	عہ	ما

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر۔ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ:- نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام والی داد چھپا اور شائع ہوا